New era magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
آرزوها عشق ستمگرم
از قلم سمیعہ
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(Continue Novel)

آرزوھا، عشق، تشکرم

از سمعیہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ دعا مانگ کے ابھی اٹھی ہی تھی ارمش جو کب سے بیٹھی اُسے دیکھ رہی تھی بول پڑی

علایہ'آپ نے دعا میں کیا مانگا؟'

علایہ اُسے دیکھ کے مسکرائی اور پوچھا

تم کیا مانگتی ہو؟..ارمش کچھ لمحے اُسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر نظریں پھیر گئی

میں..میں کچھ نہیں مانگتی سب کچھ تو ہے میرے پاس کبھی کچھ مانگنا ہی نہیں پڑا..

وہ علایہ کو یہ نہیں بتا پائی کے وہ نماز نہیں پڑھتی کیوں کے اُسے لگتا تھا کے نماز صرف

وہی پڑھتے ہیں جو دعا کے ذریعے اللہ سے اپنے لیے بہت کچھ مانگنا چاہتے ہیں جب کہ

اُس کے پاس تو سب کچھ تھا ہر آسائش۔

علایہ نے اُسے کچھ کہنے کے لئے ابھی اپنے لب کھولے ہی تھے کے دروازے پر دستک

ہوئی اور وہ اُسے وہی چھوڑ کے دروازہ کھولنے چلی گئی

ارمش بھی اُس کے پیچھے آئی لیکن دروازے پر کھڑی ہستی کو دیکھ کے وہی رُک گئی.

••••••••••••••••••••••••••

زریاب حیدر آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟دانش صاحب نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے

پوچھا.

کالے بال جو ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، گرے آنکھیں جن میں ہر وقت کچھ حاصل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرنے کی چمک رہتی تھی، گندمی رنگت، مغرور کھڑی ناک اور ہلکی داڑھی جو اُس کی پرسنیلٹی کو اور رعب دار بناتی تھی۔

'اللہ کا حقیر بندہ' اُس نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا

اُسکی بات سن کر دانش صحاب بھی مُسکرا اُٹھے

زریاب اُن کی اور اجالا بیگم کی اکلوتی اولاد تھا۔ بے جالاڈ پیار ملا تھا اُسے لیکن اس پیار نے اُسے بگھارنے کی بجائے اُس کی شخصیت میں چار چاند لگائے تھے۔

ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے مُسکرا ہی رہے تھے کہ اجالا بیگم لان میں آئیں اور اُن کے پیچھے ملازمہ چائے کی ٹرالی لے کے آئی وہ سب اس وقت اپنے گھر کے لان میں بیٹھے تھے۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ اجالا بیگم نے پوچھا اور ساتھ ملازمہ کو چائے ڈالنے کا کہا۔

کچھ نہیں بس ہم آپ کے صاحب زادے سے پوچھ رہے تھے کے یہ محترم خود کو سمجھتے کیا ہیں۔ دانش صحاب نے چائے کا کپ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ اُن کی بات سُن کر اجالا بیگم نے زریاب کو دیکھا جیسے اس سے جواب سننا چاہتی ہوں۔

زریاب اُن کو دیکھ کے مسکرایا اور بولا 'ماما میں اللہ کا حقیر بندہ خود کو حقیر ہی سمجھوں گا نا جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ نے ہی تو دیا ہے ہم تو کچھ نہیں'

اس نے بات مکمل کر کے چائے کا کپ منہ سے لگا یا۔اجالا بیگم اُس کا جواب سُن کر مسکرائی اور بولی

ہمم یہ الفاظ تو کسی اور کے ہیں،، یہ بات سُن کر زریاب نے جاندار قہقہا لگا یا دانش صاحب بھی بول پڑے

ہاں بر خردار لگتا ہے کسی کا اثر بہت گہرا لیا جا رہا ہے؟ انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

،، تو زریاب نے چائے کا کپ واپس میز پر رکھا اور کانوں کو ہاتھ لگائے اور بولا

توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے انسان عقل کی بات کر لے تو اُس کو شک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے جبکہ ہونا تو ایسا چاہیے کہ اُس کی تعریف کرنی چاہیے اُس کو داد دینی چاہیے شاباش بیٹا کہنا چاہیے یہاں تو اُلٹ ہی ہے۔۔اُس نے بات کرتے ہوئے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۰۰۰ اجالا بیگم اور دانش صاحب اُس کی بات سن کے مُسکرائے اور پھر دانش صاحب بولے،'تو بات کچھ یوں ہے بیٹا جی کہ یہ بال میں نے اور آپ کی ماما نے دھوپ میں بیٹھ کر سفید نہیں کیئے ہم باخوبی ساری بات سمجھتے ہیں اس لئے زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے'

وہ بھی اپنا کپ میز پر رکھتے ہوئے بولے اُجالا بیگم باپ بیٹے کی باتیں سُن رہیں تھی اور مسکرا رہیں تھی ابھی زریاب پھر کچھ بولتا کہ دانش صاحب کا فون بجا اور وہ اکسکیوز کرتے

ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اجالا بیگم اور زریاب بھی پھر ادھر اُدھر کی باتوں میں لگ گئے

••••••••••••••••••••••

حیدر صاحب کی دو اولادیں تھیں دانش حیدر اور عالیہ حیدر. عالیہ بیگم دانش صاحب سے دو سال بڑی تھیں۔ حیدر صاحب ایک نامور بزنس مین تھے اُنہوں نے یہ بزنس دن رات محنت کر کے کھڑا کیا تھا۔اُن کی زوجہ کا انتقال عالیہ بیگم کی شادی کے دو سال بعد ہوا تھا۔اُن کی وفات نے اُن کی ہمت پست کر دی اور وہ اکثر اوقات بیمار رہنے لگے لیکن پھر حیدر صاحب کے ہاں زریاب اور زامن کی پیدائش ہوئی جس کے بعد وہ پھر زندگی کی طرف لوٹے اُن کی جان بستی تھی اپنے پوتوں میں دن رات وہ انہیں کے ساتھ لگے رہتے۔ بزنس کی ساری زمہ داری اب دانش صاحب پر تھی جسے وہ باخوبی نبھا رہے تھے اور بزنس میں بہت سی کامیابیاں اپنے نام کر چکے تھے۔اُن کی زندگی میں ہر طرف سکون تھا لیکن یہ خوشیاں کسی کو بری لگتی تھی عالیہ بیگم کو وہ ہمیشہ سے دوسرے کو خود سے کم دیکھنا چاہتی تھیں خواہ وہ اُن کا بھائی ہی کیوں نہ ہو عالیہ بیگم کی بھی دو اولادیں تھی روحا اور ارمان۔ روحا ارمان سے تین سال چھوٹی جبکہ زامن اور زریاب سے دو سال چھوٹی تھی اور زامن اور زریاب ارمان سے ایک ایک سال چھوٹے تھے۔ عالیہ بیگم کی

شادی ان کے کزن سے ہوئی تھی سٹیٹس کے لحاظ سے وہ بھی اگر حیدر صاحب سے زیادہ نہیں تھے تو کم بھی نہیں تھے لیکن عالیہ بیگم پھر بھی ناخوش رہتیں اور ہر بار زیادہ کی چاہ رکھتیں بات وہی ہے ہم انسان زیادہ کی چاہ میں جو حاصل ہوتا ہے اُس کو بھی لا حاصل بنا دیتے ہیں ناشکری کرتے ہیں کتنے بے وقوف ہوتے ہیں ہم انسان۔

چھ سال پنکھ لگا کر گزرے، حیدر صاحب کا گھرانہ خوشحال زندگی گزار رہا تھا۔ زریاب اور زامن بھی چھ سال کے ہو چکے تھے جبکہ ارمان سات اور روحا چار سال کی. زندگی بہت مطمئن سی گزر رہی تھی سب اپنی اس چھوٹی سی دنیا میں خوش تھے لیکن نظر بھی برحق ہے اس گھرانے کو بھی نظر لگ گئی،، دانش صاحب کے دوست کے گھر پارٹی تھی اجالا بیگم اور بچے اُن کے ساتھ پارٹی میں جا رہے تھے.

زامی بیٹا رک جاؤ یہ کوٹ پہن لو پھر جو مرضی کرنا،' اجالا بیگم کب سے ذامن کو کوٹ پہنانے کی کوشش کر رہی تھیں اور وہ ہر بار بھاگ جاتا جب کہ دوسری طرف زاری (زریاب) اپنے دادا کے ساتھ مل کر یہ تماشا دیکھتے ہوئے مُسکرا رہا تھا۔

'میں گم جاؤں گا ماما پھر کیسے کوٹ پہنائیں گی' ،زامن چھپ جانے کی جگہ گم جانا کہتا تھا۔

ایسے کیسے گم جائیں گے ؟، 'دانش صاحب جو ابھی گھر اُن کو لینے آئے تھے زامن کو گود میں اُٹھا کر پیار کرتے ہوئے بولے اُن کو دیکھتے ہی زریاب بھی دادا کی گود سے اُتر کر اُن

کے ساتھ لپٹ گیا دانش صاحب نے اُسے بھی اُٹھا لیا.

'بس گم جاؤں گا'، زامن نے کہا جب کے اُجالا بیگم اب اُسے کوٹ پہنا چکیں تھیں.

'گم جاؤ اب'، اُجالا بیگم نے اُس کے گال کھینچتے ہوئے کہا جس پر زامن صرف منہ پھلا کہ رہ گیا اُسے کوٹ پہننا بلکل پسند نہیں تھا. سب اُس کو دیکھ کے مسکرائے لیکن دور کہیں قسمت بھی مسکرائی تھی اور کون جانتا تھا کے ذامن سہی میں گُم جائے گا شاید کبھی نہ واپس آنے کے لئے.

حیدر صاحب گھر میں ہی رک گئے تھے وجہ اُن کی طبیعت کی ناسازی تھی۔ان لوگوں کو گھر سے نکلے ابھی کچھ ہی وقت ہوا تھا کہ اُن کے ساتھ وہ حادثہ ہو گیا جس نے ان کی زندگی کو بدل دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانش صاحب گاڑی چلا رہے تھے ساتھ زامن اور زریاب کی معصومانہ باتوں پر مُسکرا بھی رہے تھے جب دوسری طرف سے آتا ایک تیز ٹرک اُن کی گاڑی سے ٹکرایا. گاڑی بے قابو ہوتے ہوئے جنگل کی طرف جاتی رہی دانش صاحب جب تک ہوش میں رہے انہوں نے گاڑی سنبھالنے کی کوشش کی لیکن گاڑی زور سے ایک درخت کے ساتھ لگی اور وہ بھی دنیا سے بے خبر ہو گئے۔

لیکن جب اُن کو ہوش آیا تب اُنہیں پتا چلا کے وہ اس حادثے میں زامن کو کھو چکے

ہیں،، سب پر سکتا تاری ہو گیا اور وہ گھر جو ہر وقت زامن اور زریاب کی شرارتوں اور قہقہوں سے گونجتا رہتا تھا خاموش ہو گیا• اجالا بیگم تو سب کچھ فراموش کر چکی تھیں دانش صحاب بھی اب زیادہ وقت آفس میں رہتے اس سب میں زریاب جوان کے پاس تھا اُس کو وہ لوگ بھول ہی گئے تھے وہ ماں کے پاس جاتا پوچھتا زامی کدھر ہے لیکن جب کوئی جواب نہ ملتا تو روتا ہوا حیدر صحاب کے کمرے میں چلا جاتا وہ اُس کو باتوں میں لگاتے یا یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ اب وہی تھے جو زریاب کو سنبھال رہے تھے.

رشنا بیگم جو کے اُجالا بیگم کی بہن تھی اِس حادثے کے بعد وہ حیدر صحاب کے گھر کے ساتھ والے گھر میں شفٹ ہو گئیں اُن کی ایک ہی بیٹی تھی علایہ جو اُس وقت چار سال کی تھی اور اُن کے شوہر کا دو سال پہلے انتقال ہو چکا تھا اب وہ اُن کا بزنس خود سنبھال رہی تھی•

اجالا یہ کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے اپنا؟ رشنا بیگم آج پھر اجالا بیگم کو سمجھانے آئیں تھیں علایہ بھی اُن کے ساتھ خاموش بیٹھی اپنی خالہ کو دیکھ رہی تھی

اجالا بیگم کچھ نہیں بولیں،، اس خاموشی میں شکوہ ہے یا صبر؟ رشنا بیگم نے کہا تو اُجالا بیگم نے اُن کی طرف ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں شکوہ کیسے اُنہوں نے تو زبان سے کچھ بھی نہیں کہا نہ ہی کوئی گلہ کیا..

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اُن کی نظروں کا معنی سمجھتے ہوئے بولیں، 'یہ اگر شکوہ نہیں ہے تو صبر بھی نہیں ہے ضروری نہیں ہر شکوہ زبان سے ہی بول کے کیا جائے ہم اپنے اعمال سے بھی شکوے کرتے ہیں ہمارے اعمال ہی تو وضاحت دیتے ہیں کے ہم کیا کر رہے ہیں چپ رہ کر سمجھتے ہیں صبر کر رہے ہے تو یہ غلط بھی ہے اور سہی بھی غلط ایسے کہ اللہ کی دی ہوئی جو نعمتیں ہمارے پاس ہوتی ہیں اُن سے بھی منہ پھیر لیں اور ناشکری کریں تو نہ یہ صبر کے زمرے میں آتا ہے اور نہ ہی اللہ کو پسند ہے جب کے صبر ہمیں اپنے اعمال سے ظاہر بھی کرنا پڑتا ہے کے ہم صبر کر رہے ہیں اور اللہ کی رضا میں راضی ہیں اور زندگی کی طرف لوٹ رہے ہیں جب کے سہی اس طرح ہے کہ ہم زبان سے کوئی بھی ایسی بات نہیں نکال رہے جو آللہ کو ناپسند ہو اللہ کی رضا میں راضی ہونا چاہیے اُس نے اگر کچھ تم سے لیا ہے تو بہت کچھ تمہیں دیا بھی ہے اور وہ تو ابھی تمہارے پاس ہے اس لئے شکر کرو'، انہوں نے نرمی سے اجالا بیگم کو سمجھایا انہوں نے رشنا بیگم کو دیکھا اور بولیں، شکر اور صبر کیسے کروں آپی میری اولاد مجھ سے چھین گئی اور آپ شکر اور صبر کرنے کا کہہ رہی ہیں آپ نہیں سمجھ سکتی مجھے نہ ہی میرے درد کو،، انہوں نے یہ کہتے ہوئے رخ موڑ لیا۔

رشنا بیگم انہیں دیکھتے ہوئے پھر بولیں

"پتا ہے تمہیں اس وقت شکر کیوں کرنا چاہیے کیونکہ اس حادثے میں تمہیں کچھ نہیں ہوا تم بلکل پہلے کی طرح صحت مند ہو جانتی ہو کتنے لوگ اس طرح کے حادثات میں معزور ہو جاتے ہیں اور کتنے ہیں جو زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہو جاتے ہیں اور تم پوچھ رہی ہو شکر کیوں، تمہیں شکر اس لئے کرنا چاہئے کیونکہ اس حادثے میں تمہارے ساتھ صرف ذامن تو نہیں تھا زریاب اور دانش بھائی بھی تھے جو اللہ کا شکر اب بھی تمہارے ساتھ ہیں اور بلکل صحتمند ہیں جن کو تم بلکل فراموش کر چکی ہو جانتی ہو شوہر نہ رہے تو کتنی مشکلات ہوتی ہیں کتنا کچھ اکیلے سہنا پڑتا ہے تمہیں تو شکر کرتے رہنا چاہئے کیونکہ تمہارے پاس بہت کچھ ہے جن کی حسرت بہت سے لوگ کرتے ہیں اور اسی حسرت کو دل میں لئے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں،اور تمہارے پاس تمہاری سب سے قیمتی چیز تمہاری اولاد ابھی بھی ہے زامن نہیں ہے لیکن زریاب اس کو کیسے بھول گئی تم وہ بھی تو تمہاری ہی اولاد ہے تمہارا زری وہ تو تمہارے پاس ہے ناں اب سوچو تمہارے پاس صبر و شکر کرنے کے لئے کتنا کچھ ہے اب بھی اگر تم اس حال میں رہو گی تو یہ ناشکری ہے اور اللہ کو یہ پسند نہیں اب اٹھو اور حلیہ درست کرو اور اللہ سے مانگو صبر بھی اور شکر ادا کرنے کی توفیق بھی کیونکہ اگر وہ نہ چاہے تو ہم شکر ادا کرنے کے بھی قابل نہیں ہو سکتے۔

رشنا بیگم خاموش ہوئیں تو اجالا بیگم ان کے گلے لگ گئیں اور خوب روئیں اور انہوں نے بھی انہیں چپ نہیں کروایا کیونکہ کبھی کبھی رونا بھی اچھا ہوتا ہے جو کھو جائے وہ واپس ملتا تو نہیں لیکن دل ہلکا ہو جاتا ہے اور انسان کو سکون قلب بھی حاصل ہوتا ہے چاہے کچھ دیر کا ہی کیوں نہ ہو پھر وقت گزرنے کے ساتھ صبر بھی تو آجاتا ہے..

کیونکہ وقت تو ہمیشہ بہت سفاک رہا ہے گزرنے پر آئے تو دیکھتا نہیں کے کون اس کے ساتھ چلنے کی آرزو میں تھک کے پیچھے ہی رہ گیا کتنے اس کی تیز رفتاری سے مات کھا گئے اور جب انسان چاہتا ہے کے یہ وقت جلدی گزر جائے تب لگتا ہے وقت کے پاس بھی ہمارے لئے وقت ہی وقت ہے اگر وقت کو بے رحم کہا جائے تو غلط نہیں کیونکہ بے رحم ہونا شاید وقت کی صفت ہے جو کندن کو سونا بنا دیتا ہے فقط صرف وقت کی ایک شرط ہے کہ اس کو گزارہ نہ جائے بلکہ اس کے ساتھ گزرا جائے یعنی مشکل وقت ہو یا آسان اس کا ہر لمحہ جیا جائے مشکلات میں مایوس ہونے کی بجائے ہر لمحہ جی کر خود کے لئے اچھا وقت لے آؤ اور اچھے وقت میں کوشش کرتے رہو تا کے خود کے لئے یہ اچھا وقت روک سکو،،، وقت گزرتا گیا اور آج حیدر ولا کے مکینوں کے ساتھ اس حادثے کو ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے..

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

•••••••••••••••••

سمی او سمی کدھر ہے؟روٹی کھالے نہیں تو پھر چیخے گا کے یہ ٹھنڈی روٹی نہیں کھانے ہوتی مجھ سے،،اماں بی سمی کو آواز دیتے ہوئے گویا ہوئیں جو نا جانے کہاں کان بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔

آیا اماں ،، سمی کی آواز چھت پر سے آئی،،'بلا تو ایسے رہی ہیں آپ جیسے پتا نہیں کتنے پکوان بنا کے میرے انتظار میں بیٹھی ہو جب کے ملنی وہی سوکھی دال روٹی ہے ،، سمی اُن کی سامنے دستر خوان پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

'چپ کتنی بار کہا ہے ناشکری نا کیا کر کتنے ساروں سے ہم بہتر ہیں تین وقت کا کھانے کو ملتا ہے سر پر چھت ہے شکر کیا کر جب یہ بھی نہ رہا پھر روتا رہے گا' اماں بیگم اس کو ڈانٹے ہوئے بولی۔۔

سمی اماں بی کا واحد سہارا تھا جس کے آسرے وہ اب تک جی رہی تھیں.. تین کمروں ایک باتھ روم اور چھوٹے سے سہن پر مشتمل یہ گھر دو بندوں کے رہنے کے لیئے کافی تھا اور ساتھ اماں بی کی صلاحیتوں کی وجہ سے کافی صاف بھی تھا ایک کمرے میں چھوٹا سا باورچی خانہ بنایا گیا تھا جس میں جدید چیزیں بے شک نہیں تھیں لیکن ضرورت کا تقریباً سب سامان موجود تھا. دو کمروں میں سے ایک میں سمی جب کی دوسرے میں

اماں بی رہتیں تھیں. اماں بی نہایت صبر و شکر کرنے والی خاتون تھیں جبکہ سمی غربت میں زندگی گزارتے ہوئے اور اپنے سے اُوپر کے لوگوں کو دیکھتے ہوئے حسد کرتا رہتا اور ناشکری کرتا رہتا جس پر اماں بی ہر بار اُسے ٹوکتی بھی لیکن بات وہی ہے انسان کو جب تک ٹھوکر نہ لگے وہ سمجھتا نہیں۔

'کیا اماں کس چھت کے اور کس روٹی کے قصیدے پڑتی رہتی ہو وہ چھت جو تھوری سی بارش میں ہی ٹپکنے لگتی ہے یا یہ دال روٹی جو ہفتے میں پتا نہیں کتنی بار بچی ہوئی ہی کھانی پرتی ہے' • سمی کھاتے ہوئے پھر بولا اور اماں بی اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگیں لیکن بولی کچھ نہیں کیونکہ وہ جانتی تھیں اگر ابھی پھر بولیں تو وہ کھانا وہی چھوڑ کر پھر اپنے لفنگے دوستوں کے پاس چلا جائے گا • جبکہ سمی بھی اب خاموشی سے وہی دال روٹی کھا رہا تھا جس کی شان میں تھوری دیر پہلے خود ہی قصیدے سنا رہا تھا •• ہم انسان جب چیزوں کی ناشکری کرتے ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر ہمیں یہ سب بھی میسر نہ ہوتا تو کیا ہوتا ہمارا.. انسان اگر سب سمجھ جائے تو پھر تو دنیا میں امن ہی آجائے لیکن ہم دی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے پہلے ہی خواہش کر دیتے ہیں اور پھر جب وہ خواہش پوری ہو جائے تو اگلی کر دیتے ہیں وہ ہو جائے تو پھر سے نئ خواہش اور اس طرح ہم اُن خواہشوں میں قید ہو جاتے ہیں اور یہ بات تواتر سے سب جانتے ہیں کہ

قید میں تو ہمیشہ مجرم جاتے ہیں انسان بھی خواہشوں میں قید ہو کے مجرم بن جاتے ہیں جس نے یہ سب ہمیں دیا ہے اس ذات کے مجرم،، ہم اس کی ناشکری کرتے ہیں اور ایسے پھر وہ سب واپس لے لیتا ہے اور تب ہم سمجھتے ہیں لیکن تب شاید بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے... کیونکہ قیدی کو سزا بھی تو ملتی ہے اب یہ تو اس کے اعمال یعنی انہیں خواہشوں پر ہے کے وہ سزا اس کو عمر بھر کے لئے ملے گی یا محض سیدھی راہ دکھانے کے لئے۔ اس لئے خواہش بھی سوچ کے کرنی چاہیے لیکن شرط یہ ہے کے شکر واجب ہے۔

••••••••••••••••••••••••••••••••

علایہ نے دروازہ کھولا تو سامنے زریاب کھڑا ہوا تھا۔ وہی گہرے آنکھیں جن میں کچھ پانے کچھ حاصل کرنے کی چمک ہمیشہ رہتی تھی اب بھی چمک رہیں تھیں لیکن علایہ کو دیکھ کر ان آنکھوں میں ایک اور چمک بھی شامل ہو جاتی تھی۔ بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک ہی پینٹ پہنے وہ علایہ کو دیکھتے ہوئے مُسکرا رہا تھا وہی نرم مسکراہٹ جو اس کی شخصیت کا نمایاں حصہ تھی۔

اسلام علیکم! زریاب نے سلام کیا۔

وعلیکم سلام! علایہ نے بھی جواب دیا لیکن ابھی بھی اس نے اسے اندر آنے کا راستا نہیں

دیا تھا۔ زریاب نے ایک آبرو اٹھا کر اُسے دیکھا وائٹ قمیض اور وائٹ ہی کیپری کے اوپر لائٹ پنک ڈوپٹا جو کے ابھی تک نماز کے سٹائل میں رکھا ہوا تھا اس کی سرخ و سفید رنگت میں مزید چار چاند لگا رہا تھا براؤن آنکھیں ، کھڑی ناک، گال جو غصے میں ہونے کی وجہ سے اس وقت سرخ ہو رہے تھے۔ وہ زریاب کو اس وقت وہی بچی لگی جو اکثر زریاب کے چاکلیٹ لیٹ لے کے آنے پر منہ بنا کر بیٹھ جاتی تھی۔

'اندر بھی بلاتے ہیں گھر آئے مہمان کو نہ ہی اس طرح دروازے پر کھڑا رکھ کے گورتے رہتے ہیں کہ اگلے بندے کو نظر ہی لگ جائے۔ مانتا ہوں ہینڈسم ہوں لیکن بندہ بشر ہی ہوں مجھے بھی نظر لگ جاتی ہے'، زریاب نے علایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

'بندہ بشر اتنی خوشفہمیاں بھی نہ پالے اپنے بارے میں اور یہاں اُن لوگوں کو اندر نہیں آنے دیا جاتا جو وعدہ خلافی کرتے ہیں'، علایہ نے اُسے گورتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اندر آنے کے لئے اب بھی نہیں کہا تھا۔

'کون ہے علایہ کس کے ساتھ دروازے میں ہی بحث شروع کر دی'، رشنا بیگم جو کچن میں تھیں باہر آتے ہی بولیں۔

'دیکھ لیں خالہ جان آپ کے اکلوتے اور اتنے ہینڈسم بھانجے کو اندر آنے کی اجازت ہی

نہیں دے رہی اور مجھے نظر بھی لگائے جا رہی ہے'، علایہ کے بولنے سے پہلے ہی زریاب بول پڑا اور علایہ نے اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب اس کی ہی کلاس ہوگی کیونکہ خالہ اپنے بھانجے کے خلاف کچھ نہیں سنتی۔

'علایہ یہ کیا طریقہ ہے اندر آنے دو بچے کو اتنی گرمی میں باہر ہی کھڑا کر رکھا ہے پیچھے ہٹو دروازے سے اور راستہ دو اُسے اندر آنے کا'، رشنا بیگم اُسے گھورتے ہوئے بولیں تو مجبوراً علایہ کو آگے سے ہٹنا پڑا اور زریاب اُس کی طرف مُسکراہٹ اُچھالتا ہوا رشنا بیگم کی طرف بڑھ گیا۔

اسلام علیکم! میری پیاری خالہ جان کیسی ہیں؟ زریاب نے ان کے سامنے سر جھکاتے ہوئے پوچھا۔

وعلیکم سلام! اللہ کا شکر میں ٹھیک تم سناؤ بزنس ٹائکون بہت بزی ہو گئے ہو آجکل'، رشنا بیگم نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

'نہیں خالہ بس وہ کچھ بزنس میں مسئلہ چل رہا تھا جس کی وجہ سے تھوڑا مصروف تھا'، زریاب نے اُن کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

یہ دو منزلہ گھر تھا جو نہایت عمدہ طریقے سے سجایا گیا تھا۔

'ارمش سوری میں بھول ہی گئی آؤ ہم اندر چلتے ہیں میں تمہیں باقی اسائنمنٹ کا بھی بتا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیتی ہوں'، علایہ زریاب کو اگنور کرتے ہوئے ارمش سے مخاطب ہوئی جو کب سے کھڑی ان تینوں کی باتیں سن رہی تھی۔

علایہ کے ارمش کو بلانے پر زریاب نے بھی اس لڑکی کو دیکھا جسے وہ پہلے شاید علایہ کو دیکھتے ہوئے دیکھ نہ سکا تھا۔

'نہیں علایہ ابھی چلتی ہوں کل یونی میں ہی سمجھا دینا ڈرائیور آ چکا ہے'، ارمش نے آپنا بیگ کندھے پر لٹکاتے ہوئے مُسکرا کر جواب دیا سبز آنکھیں، مغرور کھڑی ناک ،سفید رنگت اور ڈمپل جو کے مسکرانے سے نمایاں ہوا تھا براؤن بال جو اس وقت جوڑے میں قید تھے جس کے باعث اُن کی لمبائی کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

اوکے آنٹی اب اجازت پھر ملاقات ہو گی'، ارمش نے اب رشنا بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا اللہ حافظ'، اُنہوں نے اُٹھ کر اُس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

علایہ اُسے دروازے تک چھوڑنے گئی تھی جب واپس آئی تو لاؤنج میں صرف زریاب تھا جو کہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا اور مسلسل مُسکرا رہا تھا۔

'یقیناً خالہ اب اپنے بھانجے کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے پکوان بنانا شروع ہو چکی ہیں'، وہ بڑبڑائی

'مجھ سے کچھ کہا'، زریاب جو یہ بڑبڑاہٹ باخوبی سُن چکا تھا پھر بھی جان بوجھ کر معصوم بنتے ہوئے بولا

'جی نہیں آپ کے کان ویسے ہی بجتے رہتے ہیں زاری بھائی اور میں ناراض ہوں آپ سے تو میں کیوں کچھ کہوں گی آپ سے'، جی علایہ ناراض تھی اور وہ ناراض ہوتے ہوئے بھی اتنی باتیں کر لیتی تھی۔

زریاب نے بامشکل اپنی مسکراہٹ دبائی اور اُس کے سامنے جا کہ کھڑا ہو گیا کیونکہ منانا تو تھا ہی • اور وہ یہ بھی جانتا تھا کے یہ ناراضگی اُسے ہی دکھائی جاتی ہے کیونکہ وہ منانا جانتا تھا اور مناتا بھی تھا •

'ہمم تو مس علایہ آپ مجھ سے ناراض ہیں'، وہ اس کو دیکھتے ہوئے بولا جو منہ دوسری طرف کئے کھڑی تھی •

بلکل'، جواب ڈائریکٹ آیا تھا •

'ناراضگی کی وجہ'، زریاب اس کو جان بوجھ کے تنگ کر رہا تھا وہ جانتا تھا اس سوال سے وہ چڑتی ہے وہ جواب بھی جانتا تھا لیکن وہ زریاب ہی نہ ہو جو اُسے تنگ کئے بغیر رہ لے

•

'ویسے ہی ناراض ہوں بلاوجہ کوئی وجہ نہیں ہے بغیر وجہ کے ہی ناراض ہوئی ہوں'، وہ

غصے سے یہ کہتے ہوئے اُس کہ سامنے سے ہٹ گئی اور صوفے پہ جاکے بیٹھ گئی۔

زریاب نے پھر سے مسکراہٹ دبائی اب یہاں وہ مجبور تھا اُس کو وہ منہ پھلا کے ایسے بیٹھی ہوئی کتنی پیاری لگتی تھی یہ تو وہی جانتا تھا۔

اچھا اچھا جانتا ہوں وجہ علایہ کبھی بغیر وجہ کے ناراض ہو سکتی ہے کبھی نہیں غلطی میری ہے جو یہ ہے کہ میں کل نہیں آسکا واپس سوری اب معاف بھی کردو'، وہ اُس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا بولا۔

نہیں کررہی'، جواب پھر ڈائریکٹ آیا تھا وہ ایسی ہی تھی ناراض ہونا اُسے آتا ہی نہیں تھا ناراض ہوتے ہوئے بھی ساری بات کا جواب دیتی تھی کوئی کام کہو وہ بھی کردیتی تھی لیکن پھر بھی علایہ میڈم ناراض ہوتی تھیں۔

اچھا سوری ابھی بھی نہیں مان رہی تو ٹھیک ہے میں جارہا ہوں جس کے لئے آیا ہوں وہ ہی نہیں مان رہی تو کیا فائدہ یہاں رُکنے کا خالہ رہنے دیں اتنی محنت نہیں کریں اناج بچا لیں آج میں یہ لزیز کھانے نہیں کھاؤں گا'، وہ علایہ سے بات کرتے ہوئی رشنا بیگم سے مخاطب ہوا جو کچن میں اُس کے لیے سپیشل کھانا بنارہی تھیں۔

'ارے ایسے کیسے جارہے ہو کھانا کھائے بغیر نہیں جانا'، رشنا بیگم فوراً کچن سے باہر آتی ہوئی بولیں۔

نہیں خالہ جب کوئی ناراض منہ پھلائے بیٹھا ہو تو کھانا کیسے کھا سکتا ہوں'، وہ مُسکراتے ہوئے اُن کو دیکھتے ہوئے بولا وہ سمجھ گئیں تھیں کے ایسا کیوں بولا گیا ہے اس لئے واپس کچن میں چلی گئیں۔

'اچھا علایہ میں چلتا ہوں آپ کھانا ضرور کھا لیجئے گا اور ہو سکے تو میرا سوری بھی مان لیجئے گا'، وہ اُٹھتے ہوئے بولا علایہ جو جانتی بھی تھی کہ وہ ڈرامہ کر رہا ہے پھر بھی بول پری کہ اگر سہی میں کھانا نہیں کھایا تو بھوکے کیسے رہیں گے۔

'زاری بھائی رُک جائیں کھانا کھا کے جایئے گا اور ناراض نہیں میں سوری آپ کا مان لیا میں نے لیکن نیکسٹ ٹائم نہیں مانوں گی'، ہر بار کی طرح اس بار بھی یہی دھمکی دی گئی۔

'اوکے اگلی بار بلکل ایسا نہیں ہو گا کبھی نہیں خالہ اپنا اناج آج نہ بچائیں دوست مان گئی اب تو زیادہ کھانا بنتا ہے'، وہ علایہ کو کہتے ہوئے پھر خالہ سے مخاطب ہوا۔ پھر کچھ دیر وہ لوگ باتیں کرتے رہے اور کھانا ایک خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔

....

ارمش گھر آئی تو ہمیشہ کی طرح سدف بیگم اپنی کسی دوست کی پارٹی میں گئ ہوئیں تھیں اور اس کے باپ نے تو کبھی فرصت کے چند لمحے جو وہ شاید گن کے بھی بتا سکتی تھی اُس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے ساتھ گزارے ہوں۔ وہ سر جھٹک کے اپنے کمرے میں آگئی۔۔ارمش کے والد ارشد صاحب بھی ایک معروف بزنس مین تھے اور وہ ہر وقت بس اُسی بزنس میں گم رہتے ہر وقت بس اُسی کو آگے بڑھانے میں لگے رہتے جس کے باعث ان کے پاس اپنی فیملی کے ساتھ بھی گزارنے کے لئے بھی وقت نہ تھا لیکن ارمش سے اُن کو بے پناہ محبت تھی اور اس کی ہر خواہش کو اُنہوں نے اُس کی زبان پر آنے سے پہلے ہی پورا کیا تھا۔ گھر میں نوکروں کی بہت لمبی قطار تھی ہر کام کے لئے نوکر موجود تھا جس کی وجہ سے سدف بیگم بھی آرام سے پارٹیز انجوائے کرتیں رہتیں تھیں۔۔

ارمش ابھی فریش ہو کہ بیٹھی ہی تھی کہ اُس کا فون بجنے لگا جس پر پری کالنگ لکھا تھا پری اس کی کلاس میں پڑھتی تھی اس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کان سے لگایا اور اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی پری بول پڑی،

'ارمش تم نے ہمارا گروپ چیک کیا؟ اگر نہیں کیا تو ابھی کرو،' سوال کے ساتھ حکم بھی صادر ہو چکا تھا۔

'کیوں ایسا بھی کیا ہو گیا جس کو لے کہ تم اتنا پرجوش ہو؟' ارمش نے پوچھا،،، 'ارے! پہلے دیکھو تو پھر تم بھی میری ہی طرح خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی'، پری بولی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'اچھااب فون کر ہی چکی ہو تو خود ہی بتادو اتنا بول تو چکی ہو تھوڑا سا اور بول دو'، ارمش بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

'اچھا تو سنو پھر ہمیں اجازت مل گئی اُس گاؤں میں جا کر رپورٹنگ کرنے کی اگلے ہفتے ہم وہاں ہوں گے'، پری نے چہک کہ بتایا،، 'کیا سچی تم سہی کہہ رہی ہو لیکن یہ سب ہوا کیسے '، ارمش نے فوراً پوچھا،۔۔ 'بس تم اب تیاری شروع کروں کیا ہوا، کب ہوا، کیسے ہوا ان سوالوں کو رہنے دو، 'پری نے کہا،، 'ہم اچھا لیکن جا کون کون رہا ہے ؟'، ارمش نے پھر سوال کیا،،۔ پری جو اس کے سوالات سے اب تنگ آچکی تھی بول پڑی 'کل یونی آکر لسٹ لے لینا سب کا پتا چل جائے گا میں نے سوچا تھا تم میری بات سُن کے خوشی سے چیخنے لگو گی لیکن تمہارے تو سوالات ہی ختم نہیں ہو رہے جاؤ یار سارا موڈ خراب کر دیا تم نے'،، پری نے یہ کہتے ساتھ ہی کال کاٹ دی،۔۔ ارمش فون کان سے ہٹا کے کچھ دیر فون کی سکرین کو گورتی رہی پھر کندھے اُچکا کر اپنے لیپٹوپ میں اُس جگہ کی تفصیلات نکالنے لگی ••

••••••••••••••••••••••••••••••••

اگلی صبح سب کے لئے بہت خوشگوار تھی لیکن چونکہ عالیہ بیگم صبح صبح دانش صحاب کہ گھر آگئیں تھیں تو اُن کو دیکھ کر زریاب کی صبح کو خوشگوار نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ اجالا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیگم کے ہر کام میں نقص نکالتیں تھیں بے شک وہ سہی ہی کیوں نہ ہو لیکن اُجالا بیگم ہر بار خاموشی سے اُن کی باتیں سُن لیتیں تھیں۔۔اور آج تو صبح صبح روحا بھی آئی تھی اور اب زریاب کا انتظار کر رہی تھی کہ وہ اُسے یونی چھوڑ کر آئے۔۔تب ہی زریاب بھی نیچے آتا دکھائی دیا کالے بال جو جیل سے سیٹ کئے گئے تھے، گرے آنکھیں آج بھی چمک رہیں تھیں، گرے کلر کا ہی ٹو پیس سوٹ پہنے کوٹ ایک بازو پر رکھے وہ شانِ بے نیازی سے نیچے اُترا اور سب کو مشترکہ سلام کیا۔

اسلام علیکم! سب نے اُس کی طرف دیکھا جب کے وہ اب ڈائننگ کی کرسی پر بیٹھ چکا تھا

وعلیکم سلام! سب نے مشترکہ جواب دیا۔۔'کیا کرتے رہتے ہو زریاب بیٹا کام کے پیچھے ہی لگے ہوئے ہو دیکھو کیسے کمزور ہو گئے ہو، ارے اجالا بچا خیال نہیں رکھتا تو تم رکھا کرو نہ دیکھو کیسے میرا بیٹا کمزور ہوا چلا جا رہا ہے'،، عالیہ بیگم زریاب کو کہتے ہوئے اُجالا بیگم سے مخاطب ہوئیں اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر دانش صاحب سربراہی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ اُن کے ایک طرف زریاب اور دوسری طرف آج علایہ بیگم اور اُن کے ساتھ والی کرسی پر روحا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اُجالا بیگم زریاب کے ساتھ والی کرسی میں بیٹھ گئیں۔

'پھوپھو جان ایسا نہیں ہے ماما ہر چیز کا خیال رکھتیں ہیں لنچ بھی آفس میں یہ نہ بھیجیں تو

میں نہ کروں اور ماشاﷲ اتنا تو صحت مند ہوں اور کتنا ہوں یہ تو بس آپ کی محبت ہے جو آپ کو ہر وقت فکر لگی رہتی ہے اسی لئے آپ کو ہر وقت میں کمزور لگتا ہوں‘‘، عالیہ بیگم کی بات کا جواب بھی زریاب نے اُنہیں کے سٹائل میں دیا اور یہ جواب سُن کے جہاں عالیہ بیگم تھوڑا خجل ہوئیں وہاں دانش صاحب نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لئے چائے کا کپ منہ سے لگا دیا جبکہ اُجالا بیگم اب زریاب کو ایسے دیکھ رہی تھیں کے اب کچھ نہیں بولنا جس پر وہ صرف کندھے اُچکا کر رہ گیا جب کہ روحا کو اُس کا یہ انداز زہر لگا تھا لیکن پھر بھی زریاب اُسے پسند تھا اور پھر محبوب کی تو ہر بات پر خاموش رہنا پڑتا ہے چاہے وہ آپ کو اچھی لگے یہ نہیں۔

اسلام علیکم ! ابھی عالیہ بیگم پھر کچھ بولتیں علایہ نے اندر آتے ہی سب کو سلام کیا۔ ’’وعلیکم سلام ! کیسا ہے ہمارا بچا اور صبح صبح خیریت رشنا بہن کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ ؟‘‘، دانش صاحب جو ناشتہ کر چکے تھے کرسی سے اُٹھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔

میں ٹھیک اور اللہ کا شکر ماما بھی بلکل ٹھیک ہیں، مجھے زاری بھائی نے کہا تھا کہ آج وہ یونی چھوڑ دیں گے اس لئے میں آگئی،، چلیں زاری بھائی بس بھی کر دیں اب لیٹ ہو جاؤں گی میں‘‘، علایہ نے دانش صاحب کو جواب دیتے ہوئے زریاب سے کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے! لڑکی کیا ہے بچے کو ناشتے تو کرنے دو ایسے ہی اُٹھا کر لے جا رہی ہو'، عالیہ بیگم جن کو علایہ کا آنا ہمیشہ کی طرح اب بھی ناگوار گزرا تھا بول پڑیں کالی گٹنوں تک آتی شرٹ کے ساتھ کالا ہی کیپری پہنے وائٹ ڈوپٹے کو ہمیشہ کی طرح سر پر اپنے مخصوص سٹائل سے لئے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی،، 'نہیں پھوپھو بس میں کر چکا اور اب واقع ہی ہمیں نکلنا چاہئے میری بھی میٹنگ ہے دیر ہو جائے گی او کے اللہ خافظ'، وہ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گیا پھر پلٹا، 'علایہ میرا کوٹ لے آنا'۔ زرعاب نے علایہ کو کہا اور پھر باہر نکل گیا اس سے پہلے علایہ زریاب کا کوٹ اُٹھانے کے لئے بڑھتی روحا نے اُٹھا لیا علایہ نے اس کو بغور دیکھا گندمی رنگت، تیکھے نین نقش، کالے بال جو اس وقت پونی میں قید تھے، لیمن کلر کی شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہنے وہ اب کوٹ بازو پر رکھتے ہوئے اپنا بیگ اُٹھا رہی تھی۔

تم چلو میں لے آؤں گی'، روحا نے علایہ سے کہا۔۔ علایہ بھی سر جٹک کر باہر نکل آئی جہاں زریاب اب آنکھوں میں سنگلاسز پہنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اُنہیں کا انتظار کر رہا تھا۔۔

'کچھ کہا تھا آپ سے؟' علایہ کو کوٹ لئے بغیر ہی باہر آتے ہوئے دیکھ کر بولا'، ۰۰' وہ روحا لا رہی ہے'، علایہ نے اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔' روحا

کیوں؟ کہاں تو میں نے آپ سے تھا‘‘، زریاب نے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۰۰ ’میں اُٹھانے کے لئے جا رہی تھی لیکن اُس نے پہلے اُٹھا لیا اور کہا لے آئے گی تو میں بھی پھر باہر آ گئی‘، علایہ نے اب لان میں لگے سفید گلاب کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۰۰ ابھی زریاب کچھ کہتا کہ روحا آ گئی ’آپ کا کوٹ‘ ،اُس نے کوٹ زریاب کے سامنے کرتے ہوئے مُسکرا کر کہا، ’شکریہ‘، زریاب نے ایک لفظ جواب دیا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کر دی پھر وہ دونوں بھی گاڑی میں بیٹھ گئیں یونیورسٹی تک کے راستے میں روحا نے بار بار مختلف موضوعات پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن زریاب ایک لفظ جواب دے کر اُسے خاموش کرا دیتا لیکن وہ پھر کوئی دوسرا سوال کر دیتی پیچھے بیٹھی علایہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے مُسکرا رہی تھی وہ جانتی تھی زریاب اس سے چڑتا ہے۔

یونی پہنچ کر زریاب نے شکر کا سانس لیا اور اُن کو گیٹ پر اُتارتے ہی وہ آفس چلا گیا۔

•••••••••••••••••••••••••••••

آج بھی وہ شہر جاب کے لئے انٹرویو دینے آیا تھا لیکن آج بھی اُسے جاب نہ ملی گھر آنے تک اُس کا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا ایک تو نہ جاب ملی تھی اور اوپر سے اس گرمی میں بسوں میں دھکے الگ کھانے پڑے۔

آ گیا پتر ملی نوکری؟، اماں بی نے پوچھا جو ابھی نماز پڑھ کے اُٹھیں تھیں ۔۔ سمی نے اپنی فائل زور سے سہن میں پڑے تخت پوش پر پھینکی ۔۔

'مل ہی نہ گئی جاب مجھے سب سفارش پر چل رہا ہے سب مجھ غریب کو کون نوکری دے گا جس کے پاس کوئی بڑی سفارش نہیں ہے'، وہ تخت پوش پہ بیٹھتے ہوئے جوتے اتارتے ہوئے بولا ۔

'کوئی بات نہیں اللہ اچھا کرے گا یہاں بھی تیرے کریانے کی دکان اچھی تو چل رہی ہے اور ہم ہیں ہی کتنے دو اور اللہ کا شکر ہے ہمارا گزر آرام سے ہو رہا ہے'، اماں بی اُسے پانی دیتے ہوئے بولیں ۔۔۔ 'اتنی محنت کرکے یہ بی اے کی ڈگری میں نے کریانہ کی دکان کھولنے کے لیے نہیں لی یہی کرنا ہوتا تو اتنی محنت کیوں کرتا سوچا تھا محنت کا پھل ملے گا پھر آپ کو لے کر اپنے بڑے سے گھر میں رہوں گا لیکن کس کو پتا تھا اتنی محنت بھی یہ غربت کی چادر اپنے اندر چھپا لے گی'، اس نے پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں خالی کر دیا ۔۔۔ اماں بی جو غور سے اُس کو دیکھ رہیں تھی بولیں،

"جانتا ہے تیرے دماغ میں یہ سب آرزوئیں یہ سب خواہشیں کیوں آ رہی ہیں؟" اُن کی بات سُن کر سمی نے اُن کی طرف نا سمجھی سے دیکھا،

"متشکرم" وہ پھر بولیں ۔۔۔ "شکر واجب ہو چکا ہے" ۔۔ سمی اب بھی نا سمجھی سے

اُنہیں دیکھ رہا تھا

"میل" فارسی میں خواہش کو کہتے ہیں اور خواہش کیا ہوتی ہے؟" ••اماں بی نے پھر سے اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا جب کے سمی اب بھی نا سمجھی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا اماں بی اب بھی اُسی کو دیکھتے ہوئے پھر بولیں

"خواہش آرزو ہوتی ہے اور آرزو جانتا ہے ہمارے دل میں کب اُٹھتی ہے جب ہم پر شکر واجب ہو جاتا ہے، تب جب ہمیں ہر چیز کا شکر ادا کرنا چاہیے تب ہمارے دل میں آرزو (خواہش) جنم لیتی ہے •• کیونکہ جب آرزو ہمارے دل میں جگہ بناتی ہے نہ تو اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی اور بہت سی خواہشوں کو بھی لاتی ہے اور ہم اُن سب کو پورا کرنے لگ جاتے ہیں اور شکر بھول جاتے ہیں ••• پتر •• یہ آرزو دل میں آتی ہی تب ہے جب ہم اپنے سے اُوپر دیکھتے ہیں اور وہ خواہش کرتے ہیں •• جب کہ یہ وقت خواہش کے ساتھ ساتھ شکر بھی واجب کر دیتا ہے کیونکہ ہمارے پاس تب وہ تمام چیزیں موجود ہوتیں ہیں جو ہم سے کم تر لوگوں کے پاس نہیں ہوتیں اسی لئے تو ہم اوپر دیکھتے ہیں نیچے نہیں •• لیکن ہم صرف اُس آرزو کے پیچھے بھاگتے ہیں اور جو شکر کرنا واجب ہے جو اُس ذات کا حق ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم وہ حق ادا کریں ہم وہ قضا کر دیتے ہیں اور ایسے ہم اُس آرزو اور اُس کے ساتھ اُن چھوٹی چھوٹی خواہشوں کی قید میں

چلے جاتے ہیں اور مجرم بن جاتے ہیں اللہ کے مجرم اور پھر مجرم کو سزا بھی سُنا دی جاتی ہے اور اللہ کی سزا ہم جیسے ناچیز برداشت نہیں کر سکتے بیٹا اس لیے جب دل میں آرزو آئے تو یاد رکھنا شکر واجب ہو چکا ہے"

اماں نے بات مکمل کی اور اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئیں •• جب کے سمی ابھی بھی اُن کے الفاظوں میں ہی گم تھا •

••••••••••••••••••••••

'ارمان صحاب میڈیا والے پھر سے آپ کی طرف سے کئے گے اقدامات پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں لیکن اس بار وہ اس گاؤں کے حالات دیکھنا چاہتے ہیں' داؤد جو ارفان کا خاص آدمی تھا اس کو دیکھتے ہوئے بولا،

وائٹ قمیض شلوار کے اوپر بلیک شال کندھوں پر ڈالے بھورے بال جو جیل سے سیٹ کئے ہوئے تھے، سفید رنگت، براؤن آنکھیں، کھڑی ناک، ہاتھ میں سیگرٹ لئے وہ بھی داؤد کو ہی دیکھ رہا تھا۔

'ہنہ جیسے تم جانتے نہیں ہو تمہیں کیا کرنا ہے ان کا منہ بند کروانے کے لئے'، ارمان ہنکار بھرتا ہوا بولا۔'پر سر' ''،

'جتنا پیسا لگانا ہے لگالو لیکن منہ بند ہو جانے چاہیۓ سب کے'، ابھی داؤد بولنے ہی لگا تھا

کہ ارمان بول پڑا اور کرسی پر سر ٹکا دیا یہ واضح اشارہ تھا کہ داؤد اب جا سکتا ہے۔ داؤد بھی پھر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

•••••••••••••••••••••••••

علایہ اور روحا ابھی یونی داخل ہی ہوئیں تھیں کے ارمش جو کب سے علایہ کا ہی انتظار کر رہی تھی فوراً سے اُس کے پاس آئی اور اُس کہ گلے لگ گئی،،

'ارے لڑکی حوصلہ رکھو کیا ہو گیا ہے'، علایہ جو اُس کہ ایسے گلے لگنے سے گھبرا گئی تھی فوراً بولی،،، 'پتا ہے کیا'، ابھی ارمش بولنے ہی لگی تھی کہ علایہ کے ساتھ روحا کو کھڑا دیکھ کہ خاموش ہو گئی۔۔ وہ تینوں ایک ہی یونی میں پڑھتیں تھیں لیکن سب جیکٹس مختلف تھے۔۔

'بولو بھی اب'، علایہ جو متجسس تھی اس کی بات سُننے کے لئے بول پڑی،، 'جبکہ ارمش بغیر جواب دئے اُس کا ہاتھ پکڑ کہ اُسے اپنے ساتھ لے گئی پیچھے روحا پہلے تو منہ کھولے اُنہیں دیکھتی رہی پھر غصے سے اپنی کلاس کی طرف چل دی۔

'ارمش یہ کیا بات ہوئی ایسے کون کرتا ہے اگر روحا کہ سامنے بات نہیں کرنی تھی تو آرام سے بھی تو ہم اُس سے کہہ کے آ سکتے تھے نا لیکن جس طرح تم اُس کے سامنے سے مجھے کھینچ کے لی آئی ہو اُسے برا لگا ہو گا یار'،، 'چپ کر جاؤ علایہ برا لگتا ہے تو لگتا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہے اُسے مجھے وہ بلکل پسند نہیں اور تم بھی دور رہا کرو اُس سے "

ارمش جو کب سے علایہ کی سُن رہی تھی بول پڑی لیکن ابھی بھی اُس نے چلنا نہیں روکا تھا۔۔ "تمہاری تو پتا نہیں کون سی دشمنی ہے اُس کے ساتھ جب بھی اُسے دیکھتی ہو تو ایسے منہ بناتی ہو جیسے وہ تمہاری رقیب ہو" علایہ نے پھر بولا اب وہ دونوں اپنی کلاس کہ باہر کھڑیں تھیں جہاں پری پہلے سے ہی اُن کے منتظر تھی۔

"علایہ فضول مت بولا کرو بس وہ نہیں پسند مجھے تو نہیں پسند کہہ دیا تو کہہ دیا اور تم میرے سامنے اُس کی سائیڈ نہ ہی لیا کرو"، ارمش اُس کو گورتے ہوئے بولیں۔۔

'میں اُس کی سائیڈ تو نہیں لے رہی میں تو بس ویسے پوچھ رہی تھی کہ آخر تمہیں اُس سے مسئلہ کیا ہے' علایہ نے وضاحت دی۔۔۔۔ 'مسئلہ یہی ہے کہ وہ مجھے اچھی نہیں لگتی بس اور یہی مسئلہ بہت ہے اُس کہ سامنے سے تمہارا ہاتھ پکڑ کر لے کر آنے کے لئے'۔ اُس نے سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے کہا مسٹرڈ کلر کے فراک کے ساتھ بلیک کیپری اور بلیک ہی ڈوپٹا گلے میں سٹالر کے سٹائل سے ڈالے وہ اچھی لگ رہی تھی بال آج بھی جورے میں قید تھے۔

'بس کرو خبردار جواب تم دونوں نے پھر سے کوئی نئ بحث شروع کردی بس موقع چاہیے ہوتا ہے بحث کرنے کا اور ارمش تم اس لئے اِسے یہاں لائی تھی کلاس سٹارٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہونے والی ہے پھر فری ہونے تک بات کرنے کے لئے انتظار کرتی رہنا' پری جو کب سے اُن دونوں کو دیکھ رہی تھی غصے سے بول پڑی اور وہ دونوں اُس کو غصے میں دیکھ کہ خاموش ہو گئیں۔

'اچھا اب تم دونوں بتا بھی دو کیا بات ہے کیونکہ صبح صبح میرے استقبال کے لئے تو صرف نہیں کھڑی ہو گی تم دونوں'، علایہ پھر بولی ۰۰ ہاں ارمش اب بتا بھی دو اِسے نہیں تو اِس نے تجسس کے مارے ہی پورا ہو جانا ہے'، پری بھی بول پڑی چپ رہنا تو اُس نے بھی نہیں سیکھا تھا۰۰ 'علایہ ہمیں اُس گاؤں جانے کی اجازت مل گئی ہے ہم اپنا پروجیکٹ بھی کمپلیٹ کریں گے ساتھ ہی ساتھ وہاں کی خستہ حالی کی ویڈیو بنا کر اُس کو اپ لوڈ بھی کریں گے تاکہ وہاں کی ذمہ داری جس ارمان خاور نے سنبھالی ہوئی ہے اُس کی بھی اصلیت پتا چلے جو پیسا اُن لوگوں کے لئے آسانیاں بنانے کی بجائے اپنی جیب میں ڈال رہا ہے''، ارمش نے بتایا علایہ جو کب سے اُس کی بات خوش ہو کہ سُن رہی تھی ارمان خاور کا نام سُن کر بول پڑی 'کون ارمان خاور روحا کا بھائی مطلب زاری بھائی کی پھوپھو کا بیٹا؟''

'' بلکل وہی ارمان خاور جو پتا نہیں کتنے لوگوں کا حق کھا رہا ہے' اب کی بار جواب پری نے دیا تھا اِس سے پہلے کہ علایہ کچھ بولتی سر آ چکے تھے پھر وہ تینوں بھی کلاس میں چلی

گئیں اور پھر کلاسز لینے میں ہی مصروف رہیں ۔

لیکن اُن میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اب قسمت اُن کی زندگی کیسے بدلنے والی

ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ : نیوایرا میگزین

زریاب ابھی آفس سے گھر آیا تھا اور آتے ہی صوفے پہ ڈھے گیا،، 'اسلام علیکم! لگتا ہے آج میرا بیٹا زیادہ ہی تھک گیا ہے '،، اُجالا بیگم جو کہ ابھی ہی کمرے سے باہر آئیں تھیں زریاب کو دیکھ کر بولیں زریاب اُن کو دیکھتے ہوئے سیدھا ہو کہ بیٹھ گیا اور بولا

''وعلیکم سلام ماما! ایسی بات نہیں ہے سوری میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا، کیسی ہیں آپ اور بابا کدھر ہیں آج تھوڑا کام زیادہ تھا اس لیے دیر ہو گئی' 'اُس نے ساتھ ہی گھڑی پر ٹائم دیکھا جو گیارہ بجا رہی تھی۔

'ارے کوئی بات نہیں بیٹا میں اللہ کا شکر بلکل ٹھیک، اور جب سے آفس آپ نے سنبھالا ہے آپ کے بابا کو تو آرام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے سو رہے ہیں میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی اور علایہ بھی بس تھوڑی دیر پہلے ہی گئی ہے وہ بھی تمہارا انتظار کر رہی تھی '،، زریاب جو آرام سے اُن کی بات سُن رہا تھا علایہ کا نام سنتے ہی سہی ہو کر بیٹھ گیا۔۔ 'آپ بھی سو جاتیں نہ میں نے اس لئے تو کال کر کہ بتایا تھا کہ میں کھانا کھا لوں گا آپ انتظار نہیں کریئے گا

اور علایہ کیوں انتظار کر رہی تھی؟ 'وہ اجالا بیگم کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا،،

'جب تک اولاد گھر نہ آجائے ماں کیسے سکون سے سو سکتی ہے،، علایہ کو کچھ کام تھا تم سے میں نے پوچھا بھی لیکن اُس نے کہا پہلے زاری بھائی کو بتاؤں گی '، اُجالا بیگم اُس کے

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں،،' چلیں اب میں آگیا ہوں نہ گھر اب آپ بھی سو جائیں آرام سے،، ہم علایہ سے میں پوچھ لوں گا''، زریاب اُٹھتے ہوئے بولا،،،' آرام سے بات کرنا مجھے وہ کسی بات کو لے کر کافی پریشان لگ رہی تھی' اُجالا بیگم بھی اُٹھتے ہوئے بولیں،،جی آپ فکر نہیں کریں میں دیکھ لوں گا کے کیا پریشانی ہے میڈم کو اور شب خیر'، وہ اُن سے کہتا ہوا اُوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اُجالا بیگم بھی پھر اپنے کمرے کی جانب چل دیں۔

....

'ارمان مجھے تم سے بات کرنی ہے'، ارمان جو آج اتوار ہونے کی وجہ سے گھر تھا اُس سے عالیہ بیگم نے کہا،،'جی مام کہیں لیکن جلدی مجھے جانا ہے' ارمان اُن کے سامنے کھڑا ہوتے ہوئے بولا،،۔'ہاں ہاں پتا ہے بہت مصروف ہو تم، بتاؤ پھر امجد صحاب کی بیٹی کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے مجھے تو بہت پسند آئی وہ لڑکی'، علایہ بیگم اُس کو دیکھتے ہوئے بولیں،،،

'آپ جانتی ہیں میرا جواب میری رضامندی صرف اور صرف علایہ کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی اور کی لئے کبھی نہیں ہو سکتی لہٰذا اپنی پسند اپنے تک ہی رکھیں'، ارمان یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

جب کے پیچھے علایہ بیگم دانت کچکچاتی رہ گئیں

•••••••••••••••••••••••••••••••_

آج اتوار تھا حیدر ولا کے مکیں سب ہی چھٹی سے خوب فائدہ اُٹھاتے ہوئے اب تک سو رہے تھے۔

زریاب بھی اپنے بیڈ پر تکیے میں منہ چھپائے سو رہا تھا کہ اُس کا فون بجا پہلی دو بار تو زریاب نے اگنور کیا لیکن جب تیسری بار فون بجا تو زریاب نے دیکھے بغیر ہی کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کان سے لگایا اور غصے سے بولا جو کہ کم ہی آتا تھا لیکن نیند خراب ہونے پر اکثر تھوڑا زیادہ آجاتا تھا

'کون ہے جس کی صبح میری آواز سُنے بغیر نہیں ہونی تھی؟، کس کے گھر سورج میری اجازت کے بغیر طلوع نہیں ہو گا؟، کس کو صبح کا ناشتہ میری آواز کے بغیر ہضم نہیں ہونا تھا؟، بھائی! جب اگلا بندہ فون نہیں اُٹھا رہا تو اُس کا مفہوم کیا ہوتا ہے کہ وہ یا تو فون نہیں اُٹھانا چاہتا یا پھر وہ مصروف ہے لیکن نہیں کسی دوسرے کا احساس ہی کیونکر کرنا'، دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر ہی زریاب اپنی گل آفشانی شروع ہو گیا اب گل آفشائی نے پھر گل تو کھلانے تھے نا

'اب منہ میں دہی جما لیا ہے بولو بھی کہ بس میری سریلی آواز سن کر صرف ناشتہ ہضم

کرنے کے لئے فون کیا تھا؟‘‘، زریاب جو تھوڑی دیر جواب کا انتظار کرتا رہا لیکن جب کوئی جواب نہ آیا تو پھر غصے سے بول پڑا،، ’علایہ ناشتہ کر لو‘،، ابھی اس سے پہلے کے زریاب پھر سے اپنی زبان کے جوہر دکھاتا دوسری طرف سے آواز آئی اور علایہ کا نام سُنتے ہی زریاب کا دماغ دو منٹ تک تو یہ ماجرا پروسیس کرتا رہا پھر یکدم دماغ نے کچھ کلک کیا اور پھر بے نیاز شہزادے نے فون کان سے ہٹا کر نظروں کے سامنے کیا جس کی سکرین پر علایہ کا نام جگمگا رہا تھا زریاب فوراً سے اُٹھ بیٹھا اور فون پھر سے کان سے لگایا، ’علا۔۔۔ یہ‘ ابھی صرف زریاب نے علایہ کا نام ہی لیا تھا کہ دوسری طرف سے کال منقطع کر دی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لو! زریاب بیٹا چل اُٹھ جا اب اپنی صبح تو خود ہی تو نے روشن کر دی سورج بھی طلوع کر دیا اُٹھ جا اب تو تیرا ہی ناشتہ اچھے سے ہضم ہو گا ناشتہ کیا بیٹا جی اب تو کل کا بلکہ اگلے دو دن کا بھی کھانا اچھے سے ہضم ہو گا نہ ضرورت کیا تھی دیکھے بغیر ہی اپنی زبان کے جوہر دکھانے کی اب بھگت منا جا کر اب اور کر وا اب سورج طلوع اور ناشتے ہضم ’زریاب فون بیڈ پر پھینکتے ہوئے بولا پھر جلدی سے بیڈ سے اُترا سلیپرز پہنے اور باہر نکل گیا اب اُس کا رخ اپنی پیاری سی خالہ جان کے گھر کی طرف تھا۔

••••••••••••••••••••••••

'ارمش آج کیا بات ہے ہمارا بچہ اتوار کو صبح ہی جاگ گیا'،ارشد صاحب جو آج اتوار ہونے کے باعث گھر ہی تھے ارمش کو نیچے آتے دکھ کر بولے،

'بس ویسے ہی نیند نہیں آرہی تھی اور علایہ کی طرف بھی جانا ہے اس لئے'،ارمش اُن کہ پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی،،،'علایہ کہ گھر کیوں خیریت؟'ارشد صاحب چونکہ علایہ کی ماما کہ بزنس پاٹنر بھی تھے بولے،،'جی بابا وہ ہم نے پروجیکٹ کے لئے جس گاؤں میں جانا تھا اُس کے لئے ہمیں اجازت مل گئی ہے تو اُس سلسلے میں علایہ سے دسکشن کرنی تھی'،ارمش نے اُن کو بتایا اور ساتھ اپنی ماں کی طرف دیکھا جو اپنا پرس سنبھالتے اُنہیں کی طرف آرہیں تھیں۔

'ناشتہ تیار ہے آپ لوگ کرلیجئے گا مجھے دیر ہورہی ہے رات کو ملاقات ہوگی'،ارشد صاحب ارمش کو ابھی کوئی جواب دیتے اسد بیگم بول پڑیں اور باہر نکل گئیں،،'اتوار کو بھی ان کے پاس وقت نہیں'،ارشد صاحب بولے،،'ہمم کوئی بات نہیں بابا وقت تو آپ کے پاس بھی نہیں ہوتا آپ بھی آج کتنے ٹائم بعد سنڈے کو گھر ہیں،، خیر یہ باتیں رہنے دیں ہم اس جمعرات کو جائیں گے واپسی بھی اُسی دن ہوگی یہاں سے دو گھنٹے کی مسافت پر ہے وہ گاؤں"،ارمش اُن کے تاثرات دیکھتے ہوئے بات بدل گئی،،"اچھا ڈرائیور کو لے جانا ساتھ اور کسی چیز کی ضرورت تو نہیں"،،ارشد صاحب نے بھی اُس

بات کو پھر نظر انداز کر دیا،، 'نہیں کچھ بھی نہیں چاہیے بابا'،، ارمش نے ان کو دیکھتے ہوئے کہا،، ابھی ارشد صاحب کچھ اور کہتے کہ اس سے پہلے ملازمہ نے بتایا کہ ناشتہ لگ چکا ہے پھر وہ دونوں اُٹھ کر ناشتہ کرنے کہ لئے چل دیے •

••••••••••••••••••••••••••••••••

'سمی یار کیا کر رہا ہے یہاں چل شہر چلتے ہیں تھوڑا سا گھوم پھر آتے ہیں'،، جمال نے سمی سے کہا جو اس وقت دکان میں بیٹھا حساب کر رہا تھا۔ 'نہیں جمالی تو جا میرے پاس کام ہے پھر اماں کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے کہ جانا ہے کافی دنوں سے اُن کی طبیعت نہیں سہی'،، سمی نے بغیر جمال کی طرف دیکھے کہا جمال ایک مطلب پرست دوست تھا سمی کے پاس بھی وہ صرف پیسوں کی غرض سے ہی آتا تھا جب بھی اُس کا شہر کوئی کام ہوتا وہ سمی کے پاس آتا پھر پیسے نہ دینے کہ کئی بہانے بناڈالتا پھر سمی کو ہی تمام اخراجات اُٹھانے پڑتے،،،

'یار ہوتے رہیں گے کام اور اماں بی کو کل ڈاکٹر آئے گا نا اُس کو دیکھا دینا چل اب اُٹھ بند کر دکان' سمی جو ابھی تک اماں بی کی باتوں کے اثر کی وجہ سے تھوڑا ڈسٹرب تھا غصے سے بول پڑا 'ایک بار کی بات تجھے سمجھ نہیں آتی کہہ دیا جب نہیں جانا تو نہیں جانا تو فضول میں پھر بحث کرنے کا مقصد تو نہ ہوا کوئی'،، 'ہاں ہاں جا رہا ہوں اب نہیں آؤں گا

کبھی پتا نہیں کس بات کا غصہ لے کر بیٹھا ہوا ہے‘۔جمال غصے میں کہتا ہوا باہر نکل گیا اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ آج سمی نہیں جائے گا ساتھ،،اُس کہ جاتے ہی سمی نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور سوچنے لگا‘کیا سچ میں،میں مجرم بن جاؤں گا خواہشات کی قید میں جا کہ کیا پھر مجھے بھی سزا دی جائے گی،،،کیا میں مجرم بن چکا ہوں؟،،’نہیں‘ وہ زور سے یہ کہتا ہوا منہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا اب اُس کا دل ہر کام سے مر چکا تھا وہ دکان بند کرتے ہوئے گھر کی جانب چل دیا جبکہ اُسے دکان پر آئے ابھی ایک گھنٹا ہی ہوا تھا۔

•••••••••••••••••••••

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زریاب رُشنا بیگم کے گھر کہ باہر کھڑا ہوا تھا اُس نے بیل بجائی اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا جب رشنا بیگم نے دروازہ کھولا،

‘اسلام علیکم! خالہ جان کیسی ہیں آپ؟’،زریاب نے انہیں دیکھتے ہوئے سلام کیا،،’وعلیکم سلام! میں ٹھیک اللہ کا شکر اپنی سُناؤ آج اتنی صبح صبح خیریت؟’،رشنا بیگم نے اُسے اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

‘جی خالہ صبح روشن تو اپنی کروا چکا ہوں اب ناشتہ ہضم کرنے آیا ہوں‘ وہ بڑبڑایا

،،،’کیا؟’رشنا بیگم نے پوچھا دونوں اب لاؤنج میں پہنچ چکے تھے۔

آ۔۔۔نہیں کچھ نہیں کہابس دل کیا آج ناشتے میں اپنی پیاری خالہ جان کہ ہاتھ کے بنے ہوئے پراٹھے کھاؤں ''پھر بعد میں آپ کی بیٹی نے ہضم بھی تو کروانے ہیں' یہ بات وہ محض دل میں سوچ سکا۔

'بہت اچھا کیا میں اور علایہ بھی ناشتہ ہی کر رہے تھے آ جاؤ' وہ اُس کو دکھتے ہوئے بولیں کالے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے ، گرے آنکھوں میں ابھی بھی ہلکہ سا نیند کا خمار تھا، براؤن ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے یہی لگ رہا تھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر ہی آیا ہے۔رشنا بیگم کو ہنسی آئی اس کو دیکھ کہ اور بولیں 'بیٹا اتنی بھی کیا جلدی تھی میرا اناج نہیں ختم ہونے والا تھا جو تمہیں بعد میں ناشتہ نہ ملتا'،،

'خالہ جان کیا بتاؤں ناشتہ تو مل جاتا لیکن اگر ابھی نہ آتا تو بعد میں میرے لیئے نوانٹری کا بورڈ ضرور لگ جانا تھا' وہ مسکین شکل بناتے ہوئے بولا رشنا بیگم کو ہنسی آئی اُس کی شکل دیکھ کر 'کیا خالہ آپ ہنس رہیں ہیں میں یہاں اتنا پریشان ہوں' وہ منہ پھلا کہ بولا،،'ہاہا ،تو جیسے آپ بول رہے ہیں بیٹا جی ہنسی تو آنی ہے نہ اچھا چلو اب بتاؤ ایسی کون سی پریشانی ہے جس میں زریاب صحاب کو خالہ کے پرانتھے یاد آ گئے' اُنہوں نے اُس کی لٹکی ہوئی شکل دیکھتے ہوئے پوچھا،،اُن کہ پوچھتے ہی زریاب نے انہیں الف سے ے تک ساری کہانی سُنا دی کیسے اُس نے صبح کا سورج طلوع کروایا ہے،،،اُس کی بات سُن کہ رشنا بیگم کو

پہلے ہنسی تو بہت آئی پھر اُس کی شکل دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئیں۔
،،ہمم میں بھی سوچوں صبح ہی صبح کیوں میری بیٹی کا منہ بنا ہوا ہے تو آپ کے کام ہیں
‘رشنا بیگم مصنوعی غصہ کرتے ہوئے بولیں،،’خالہ آپ رہنے دیں غصہ کرنا آپ کی
بیٹی ہے نہ وہ اچھے سے کرے گی آپ صرف مجھے تب بچا لیجئے گا جب وہ کچھ اُٹھا کر مجھے
دے مارنے لگی’زریاب نے رشنا بیگم سے کہا،’ہاہا یہ تم دونوں کا معاملہ ہے مجھے اس
سے دور ہی رکھو اور جاؤ مانگو اب معافی میں تمہارے لئے ن اشارہ لے کہ آتی ہوں‘رشنا
بیگم نے اُس کے بال بگارتے ہوئے کہا اور کیچن کی طرف چل دیں جبکہ زریاب اب
سوچ رہا تھا کہ کیسے جا کر بات کرے ابھی اُس نے قدم ڈائنگ کی طرف بڑھایا ہی تھا
کہ دروازے پر بیل اُس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو 9:30 ہوئے تھے اس ٹائم کون ہے
زریاب سوچتے ہوئے دروازہ کھولنے چل دیا،

‘اسلام علیکم! زریاب بھائی‘،ارمش پہلے تو دروازے پر زریاب کو دیکھ کر ٹھٹکی پھر
بولی،،

‘وعلیکم سلام! ام میں نے پہچانا نہیں آپ کو؟‘زریاب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا،بلیو
شرٹ کے ساتھ بلیک کیپری پہنے اور بلیک ہی دوپٹہ رکھے وہ اپنی گرین آنکھوں سے
اسی کو دیکھتے ہوئے مُسکرا رہی تھی۔

'جی کیونکہ ہماری کبھی بات ہی نہیں ہوئی، میں ارمش علایہ کی دوست، اب آپ پوچھیں گے کہ میں آپ کو کیسے جانتی ہوں علایہ ذکر کرتی رہتی ہے آپ کا اور میں نے آپ کی گرے آنکھوں سے پہچانا ہے کہ آپ ہی زریاب بھائی ہیں' زریاب صرف منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اُس کہ ایک سوال کے جواب پر پوری داستان سُنا گئی تھی۔

'کیا ہوا علایہ گھر نہیں کیا؟ لیکن مجھے اُسی نے ہی تو بلایا تھا؟' ارمش زریاب کو خاموش دیکھ کر پھر بول پڑی۔

'نہیں علایہ اندر ہی ہیں آجائیں آپ'، اس سے پہلی کہ ارمش پھر کچھ بولتی زریاب بول پڑا،،

ابھی وہ دونوں لاؤنج میں انٹر ہی ہوئے تھے کہ علایہ آتے دکھائی دی ریڈ کلر کہ فعال کہ ساتھ ریڈ ہی کیپری پہنے، وائٹ دوپٹہ شانوں پر اچھے سے رکھا ہوا تھا کالے لمبے بال پونی میں قید تھے۔

'ارمش آؤ کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں'، علایہ زریاب کو مکمل اگنور کرتے ہوئے ارمش سے بولی،، 'میرے سامنے بھی بات کر سکتیں ہیں آپ میں ادھر کی بات اُدھر بلکل بھی نہیں کرتا ٹرسٹ می'، اس سے پہلے کہ ارمش کچھ کہتی زریاب علایہ کو

دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

'ارمش آجاؤ'، علایہ زریاب کی بات کا کوئی بھی جواب دئے بغیر ارمش کو بول کر اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

'او کے بھائی پھر ملاقات ہو گی'، ارمش زریاب کو کہتے ہوئے علایہ کے کمرے کی طرف چل دی،،، "ہمم زریاب بیٹا لگتا ہے اس بار منانے کے لئے محنت کرنی پڑے گی چل کر لیں تو شیر ہے منا لے گا بے شک علایہ کہ سامنے گیدر رہی بن کے منالیں' وہ یہ کہتے ہوئے واپس جانے لگا تھا جب فوزیہ بیگم نے اُسے آواز دے کہ ناشتے کا کہا' یہ بھی اچھا ہے ناشتہ ہی کر

یتا ہوں پچھ نہ ہونے سے کچھ کر لینا بہتر ہوتا ہے تو میں ناشتہ ہی کر لیتا ہوں'، زریاب خود سے ہی کہتے ہوئے ناشتے کرنے چل

دیا۔••••••••••••••••••••

•••••

سمی گھر پہنچا تو اماں بی جو کے تخت پوش پہ بیٹھیں کچھ پڑھ رہیں تھیں اُس کو دیکھنے لگیں لیکن بولیں کچھ نہیں سمی چلتا ہوا اُن کے پاس آیا اور وہیں تخت پوش پر اُن کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'کیا ہوا پتر طبیعت تو ٹھیک ہے نہ'، اماں بی اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئیں پریشانی سے بولیں،،، 'جی اماں پریشان نہیں ہوں بس کام میں دل نہیں لگ رہا تھا تو آ گیا گھر، آپ بتائیں اب طبیعت کیسی ہے آپکی؟'، سمی اُن کے ہاتھ پر بوسا دیتے ہوئے بولا جو اُس کہ سر کو سہلا رہا تھا۔

'اللہ کا شکر میں چنگی آ، تو بھی اتنا پریشان نہ ہوتا کر اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں جلد ہی دیکھنا میرے بیٹے کو اچھی نوکری مل جائے گی'، اماں بی بھی اُس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولیں۔ 'بس اماں آپ دعا کرو مل جائے گی پھر'،،، 'نہ تجھے کیا لگتا ہے میں اپنے بیٹے کے لئے دعا نہ مانگتی ہوں گی میری ساری دعائیں ہی تیرے لئے ہیں' اماں بی اُس کو دیکھتے ہوئے بولیں،،،

'بس پھر مجھے اُمید ہے کہ مجھے جلدی نوکری مل جائے گی'، سمی مُسکرا کے بولتے ہوئے کھڑا ہو گیا ، 'اب کدھر جا رہا ہے؟'، اماں بی نے اُسے کھڑا دیکھ کے پوچھا، 'دکان پر ہی جا رہا اپنا خیال رکھئیے گا طبیعت خراب ہوئی تو کسی کو کہہ کر مجھے بلوا لیجئے گا'،، سمی یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا جب کہ اماں بی ماضی میں کھو گئیں۔۔۔۔۔۔۔

>※※ اٹھارہ سال پہلے،،،

اماں بی اپنے شوہر ساجد کے ساتھ گاؤں جا رہیں تھی جب رستے میں کوئی دوسری

طرف سے بھاگتے ہوئے آیا اور ساجد صاحب سے ٹکرایا، جس کی وجہ سے اُس کی گود میں موجود بچہ نیچے گر گیا،

'اے کون ہے تو اور کیوں بھاگ رہا ہے'، ساجد صاحب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا جو شکل سے کوئی نشئی لگ رہا تھا،، 'اور یہ ••• یہ بچہ کس کا ہے؟ 'اُس کو خاموش ہی کھڑے دیکھتے ہوئے ساجد صاحب پھر بولے•

'یہ مجھے ملا ہے جس کا بھی ہے تجھے اس سے کیا آرام سے اپنی راہ لے'، وہ نشئی ساجد صاحب کو کالر سے پکڑتے ہوئے بولا، اماں بی اب اُس بچے کو گود میں اُٹھا چکیں تھیں• 'چھوڑا سے اماں بی کی گود میں بچے کو دیکھ کر وہ آدمی اب اماں بی کی طرف بڑھنے لگا لیکن ساجد صاحب کے ایک ہی زوردار مکے سے نشے میں ہونے کے باعث زمین بوس ہو گیا۔

'چلو پہلے اس بچے کو ہسپتال لے کہ چلتے ہیں' اماں بی ساجد صاحب کو دکھتے ہوئے بولیں۔

اگلی شام کو جا کر بچے کو ہوش آیا لیکن جب اُس سے اُس کا نام اور گھر کا پوچھا تو اُسے کچھ بھی یاد نہ تھا۔

اماں بی اور اُن کے شوہر اُس چھ سال کے بچے کو لے کر گھر آ گئے،، ساجد صاحب نے بہت کوشش کی پتا لگانے کی کے کچھ معلوم ہو سکے اس بچے کہ گھر والوں کا لیکن سب

رائیگا گیا۔۔ ساجد صاحب ایک سکول میں چپراسی تھے اُن کی اور اماں بی کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن سمی کو اُنہوں نے اپنی سگی اولاد کی طرح پال ہوا کر بڑا کیا تھا اور اب وہ ایک وجیہہ خوبصورت مرد تھا، گندمی رنگت، بلیو آنکھیں جن میں ہر وقت ایک سکوت رہتا تھا، کالے بال، کھڑی مغرور ناک اور ہلکی داڑھی جو اُس کے چہرے کو مزید سنجیدہ بناتی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو اماں بی ماضی کی یادوں سے باہر آئیں اور دروازہ کھولنے چلیں گئیں۔

•••••••••••••••••

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمش گھر آئی تو ہمیشہ کی طرح سدف بیگم اپنی کسی دوست کی پارٹی میں گئی ہوئیں تھیں اور اس کے باپ نے تو کبھی فرصت کے چند لمحے جو وہ شاید گن کے بھی بتا سکتی تھی اُس کے ساتھ گزارے ہوں۔، وہ سر جھٹک کے اپنے کمرے میں آگئی،۔۔ ارمش کے والد ارشد صاحب بھی ایک معروف بزنس مین تھے اور وہ ہر وقت بس اُسی بزنس میں گم رہتے ہر وقت بس اُسی کو آگے بڑھانے میں لگے رہتے جس کے باعث ان کے پاس اپنی فیملی کے ساتھ بھی گزارنے کے لئے بھی وقت نہ تھا لیکن ارمش سے اُن کو بے پناہ

محبت تھی اور اس کی ہر خواہش کو اُنہوں نے اُس کی زبان پر آنے سے پہلے ہی پورا کیا تھا۔ گھر میں نوکروں کی بہت لمبی قطار تھی ہر کام کے لئے نوکر موجود تھا جس کی وجہ سے سدف بیگم بھی آرام سے پارٹیز انجوائے کرتیں رہتیں تھیں۔۔

ارمش ابھی فریش ہو کہ بیٹھی ہی تھی کہ اُس کا فون بجنے لگا جس پر پری کالنگ لکھا تھا پری اس کی کلاس میں پڑھتی تھی اس نے کال اٹیند کرتے ہوئے فون کان سے لگایا اور اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی پری بول پڑی،

'ارمش تم نے ہمارا گروپ چیک کیا؟ اگر نہیں کیا تو ابھی کرو، 'سوال کے ساتھ حکم بھی صادر ہو چکا تھا کیوں ایسا بھی کیا ہو گیا جس کو لے کہ تم اتنا پر جوش ہو؟' ارمش نے پوچھا،،، 'ارے! پہلے دیکھو تو پھر تم بھی میری ہی طرح خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی '،پری بولی

'اچھا اب فون کر ہی چکی ہو تو خود ہی بتا دو اتنا بول تو چکی ہو تھوڑا سا اور بول دو '، ارمش بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

'اچھا تو سنو پھر ہمیں اجازت مل گئی اُس گاؤں میں جا کر رپورٹنگ کرنے کی اگلے ہفتے ہم وہاں ہوں گے '،پری نے چہک کہ بتایا،، 'کیا سچی تم سہی کہہ رہی ہو لیکن یہ سب ہوا کیسے '، ارمش نے فوراً پوچھا،۔۔ 'بس تم اب تیاری شروع کرو کیا ہوا، کب ہوا، کیسے ہوا

ان سوالوں کو رہنے دو، ’پری نے کہا،، ’ہم اچھا لیکن جا کون کون رہا ہے؟‘، ارمش نے پھر سوال کیا،،۔پری جو اس کے سوالات سے اب تنگ آ چکی تھی بول پڑی ’کل یونی آ کر لسٹ لے لینا سب کا پتا چل جائے گا میں نے سوچا تھا تم میری بات سُن کے خوشی سے چیخنے لگو گی لیکن تمہارے تو سوالات ہی ختم نہیں ہو رہے جاؤ یار سارا موڈ خراب کر دیا تم نے‘،،پری نے یہ کہتے ساتھ ہی کال کاٹ دی،۔۔ارمش فون کان سے ہٹا کے کچھ دیر فون کی سکرین کو گورتی رہی پھر کندھے اُچکا کر اپنے لیپٹوپ میں اُس جگہ کی تفصیلات نکالنے لگی ••

••••••••••••••••••••••••••••••••

اگلی صبح سب کے لئے بہت خوشگوار تھی لیکن چونکہ عالیہ بیگم صبح صبح دانش صحاب کے گھر آ گئیں تھیں تو اُن کو دیکھ کر زریاب کی صبح کو خوشگوار نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ اجالا بیگم کے ہر کام میں نقص نکالتیں تھیں بے شک وہ سہی ہی کیوں نہ ہو لیکن اُجالا بیگم ہر بار خاموشی سے اُن کی باتیں سُن لیتیں تھیں۔۔اور آج تو صبح صبح روحا بھی آئی تھی اور اب زریاب کا انتظار کر رہی تھی کہ وہ اُسے یونی چھوڑ کر آئے۔۔تب ہی زریاب بھی نیچے آتا دکھائی دیا کالے بال جو جیل سے سیٹ کئے گئے تھے، گرے آنکھیں آج بھی چمک رہیں تھیں، گرے کلر کا ہی ٹو پیس سوٹ پہنے کوٹ ایک بازو پر رکھے وہ شانِ بے

نیازی سے نیچے اُترا اور سب کو مشترکہ سلام کیا

اسلام علیکم! سب نے اُس کی طرف دیکھا جب کے وہ اب ڈائنگ کی کرسی پر بیٹھ چکا تھا

وعلیکم سلام! سب نے مشترکہ جواب دیا۔۔ ’کیا کرتے رہتے ہو زریاب بیٹا کام کے پیچھے ہی لگے ہوئے ہو دیکھو کیسے کمزور ہو گئے ہو، ارے اجالا بچا خیال نہیں رکھتا تو تم رکھا کرو نہ دیکھو کیسے میرا بیٹا کمزور ہوا چلا جا رہا ہے‘‘، عالیہ بیگم زریاب کو کہتے ہوئے اُجالا بیگم سے مخاطب ہوئیں اس وقت ڈائنگ ٹیبل پر دانش صحاب سربراہی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ اُن کے ایک طرف زریاب اور دوسری طرف آج عالیہ بیگم اور اُن کے ساتھ والی کرسی پر روحا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اُجالا بیگم زریاب کے ساتھ والی کرسی میں بیٹھ گئیں۔

’پھوپھو جان ایسا نہیں ہے ماما ہر چیز کا خیال رکھتیں ہیں لنچ بھی آفس میں یہ نہ بیجھیں تو میں نہ کروں اور ماشااللہ اتنا تو صحت مند ہوں اور کتنا ہوں یہ تو بس آپ کی محبت ہے جو آپ کو ہر وقت فکر لگی رہتی ہے اسی لئے آپ کو ہر وقت میں کمزور لگتا ہوں‘‘، عالیہ بیگم کی بات کا جواب بھی زریاب نے اُنہیں کے سٹائل میں دیا اور یہ جواب سُن کے جہاں عالیہ بیگم تھوڑا خجل ہوئیں وہاں دانش صحاب نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لئے

چائے کا کپ منہ سے لگا دیا جبکہ اُجالا بیگم اب زریاب کو ایسے دیکھ رہی تھیں کے اب کچھ نہیں بولنا جس پر وہ صرف کندھے اُچکا کر رہ گیا جب کہ روحا کو اُس کا یہ انداز زہر لگا تھا لیکن پھر بھی زریاب اُسے پسند تھا اور پھر محبوب کی تو ہر بات پر خاموش رہنا پڑتا ہے چاہے وہ آپ کو اچھی لگے یہ نہیں۔

اسلام علیکم! ابھی عالیہ بیگم پھر کچھ بو تلیں علایہ نے اندر آتے ہی سب کو سلام کیا۔' وعلیکم سلام! کیسا ہے ہمارا بچا اور صبح صبح خیریت رشنا بہن کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ ؟'، دانش صاحب جو ناشتہ کر چکے تھے کرسی سے اُٹھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔

میں ٹھیک اور اللہ کا شکر ماما بھی بلکل ٹھیک ہیں، مجھے زاری بھائی نے کہا تھا کہ آج وہ یونی چھوڑ دیں گے اس لئے میں آگئی،، چلیں زاری بھائی بس بھی کر دیں اب لیٹ ہو جاؤں گی میں'، علایہ نے دانش صحاب کو جواب دیتے ہوئے زریاب سے کہا••

ارے! لڑکی کیا ہے بچے کو ناشتے تو کرنے دو ایسے ہی اُٹھا کر لے جا رہی ہو'، عالیہ بیگم جن کو علایہ کا آنا ہمیشہ کی طرح اب بھی ناگوار گزرا تھا بول پڑیں کالی گٹنوں تک آتی شرٹ کے ساتھ کالا ہی کیپری پہنے وائٹ ڈوپٹے کو ہمیشہ کی طرح سر پر اپنے مخصوص سٹائل سے لئے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی،، 'نہیں پھوپھو بس میں کر چکا اور اب واقع

ہی ہمیں نکلنا چاہیئے میری بھی میٹنگ ہے دیر ہو جائے گی او کے اللہ خافظ'، وہ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گیا پھر پلٹا، 'علایہ میرا کوٹ لے آنا'۔ زرعاب نے علایہ کو کہا اور پھر باہر نکل گیا اس سے پہلے علایہ زریاب کا کوٹ اُٹھانے کے لئے بڑھتی روحا نے اُٹھالیا علایہ نے اس کو بغور دیکھا گندمی رنگت، تیکھے نین نقش، کالے بال جو اس وقت پونی میں قید تھے، لیمن کلر کی شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہنے وہ اب کوٹ بازو پر رکھتے ہوئے اپنا بیگ اُٹھا رہی تھی۔

تم چلو میں لے آؤں گی'، روحا نے علایہ سے کہا۔۔علایہ بھی سر جٹک کر باہر نکل آئی جہاں زریاب اب آنکھوں میں سنگلاسز پہنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اُنہیں کا انتظار کر رہا تھا۔۔

'کچھ کہا تھا آپ سے ؟'علایہ کو کوٹ لئے بغیر ہی باہر آتے ہوئے دیکھ کر بولا'، ۰۰'وہ روحا لا رہی ہے'، علایہ نے اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔'روحا کیوں؟ کہا تو میں نے آپ سے تھا'،، زریاب نے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۰۰'میں اُٹھانے کے لئے جا رہی تھی لیکن اُس نے پہلے اُٹھا لیا اور کہا لے آئے گی تو میں بھی پھر باہر آ گئی'، علایہ نے اب لان میں لگے سفید گلاب کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۰۰ابھی زریاب کچھ کہتا کہ روحا آ گئی'آپ کا کوٹ'، اُس نے کوٹ زریاب کے سامنے کرتے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئے مُسکرا کر کہا، 'شکریہ'، زریاب نے ایک لفظ جواب دیا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کر دی پھر وہ دونوں بھی گاڑی میں بیٹھ گئیں یونیورسٹی تک کے راستے میں روحا نے بار بار مختلف موضوعات پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن زریاب ایک لفظ جواب دے کر اُسے خاموش کرا دیتا لیکن وہ پھر کوئی دوسرا سوال کر دیتی پیچھے بیٹھی علایہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے مُسکرا رہی تھی وہ جانتی تھی زریاب اس سے چڑتا ہے۔

یونی پہنچ کر زریاب نے شکر کا سانس لیا اور اُن کو گیٹ پر اُتارتے ہی وہ آفس چلا گیا۔

آج بھی وہ شہر جاب کے لئے انٹرویو دینے آیا تھا لیکن آج بھی اُسے جاب نہ ملی گھر آنے تک اُس کا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا ایک تو نہ جاب ملی تھی اور اوپر سے اس گرمی میں بسوں میں دھکے الگ کھانے پڑے۔

آگیا پتر ملی نوکری؟، اماں بی نے پوچھا جو ابھی نماز پڑھ کے اُٹھیں تھیں۔۔ سمی نے اپنی فائل زور سے سہن میں پڑے تخت پوش پر پھینکی۔۔

'مل ہی نہ گئی جاب مجھے سب سفارش پر چل رہا ہے سب مجھ غریب کو کون نوکری دے گا جس کے پاس کوئی بڑی سفارش نہیں ہے'، وہ تخت پوش پہ بیٹھتے ہوئے جوتے اتارتے ہوئے بولا۔

'کوئی بات نہیں اللہ اچھا کرے گا یہاں بھی تیرے کریانے کی دکان اچھی تو چل رہی

ہے اور ہم ہیں ہی کتنے دو اور اللہ کا شکر ہے ہمارا گزر آرام سے ہو رہا ہے'، اماں بی اُسے پانی دیتے ہوئے بولیں ۰۰۰' اتنی محنت کر کے یہ بی اے کی ڈگری میں نے کریانہ کی دکان کھولنے کے لیے نہیں لی یہی کرنا ہوتا تو اتنی محنت کیوں کرتا سوچا تھا محنت کا پھل ملے گا پھر آپ کو لے کر اپنے بڑے سے گھر میں رہوں گا لیکن کس کو پتا تھا اتنی محنت بھی یہ غربت کی چادر اپنے اندر چھپا لے گی'، اس نے پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں خالی کر دیا ۰۰ اماں بی جو غور سے اُس کو دیکھ رہیں تھی بولیں،

"جانتا ہے تیرے دماغ میں یہ سب آرزوئیں یہ سب خواہشیں کیوں آرہی ہیں؟" اُن کی بات سُن کر سمی نے اُن کی طرف ناسمجھی سے دیکھا،

"متشکرم" وہ پھر بولیں ۰۰۰ شکر واجب ہو چکا ہے" ۰۰ سمی اب بھی ناسمجھی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا

"میل" فارسی میں خواہش کو کہتے ہیں اور خواہش کیا ہوتی ہے؟' ۰۰ اماں بی نے پھر سے اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا جب کے سمی اب بھی ناسمجھی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا اماں بی اب بھی اُسی کو دیکھتے ہوئے پھر بولیں

"خواہش آرزو ہوتی ہے اور آرزو جانتا ہے ہمارے دل میں کب اُٹھتی ہے جب ہم پر شکر واجب ہو جاتا ہے، تب جب ہمیں ہر چیز کا شکر ادا کرنا چاہیے تب ہمارے دل میں

آرزو(خواہش) جنم لیتی ہے•• کیونکہ جب آرزو ہمارے دل میں جگہ بناتی ہے نہ تو اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی اور بہت سی خواہشوں کو بھی لاتی ہے اور ہم اُن سب کو پورا کرنے لگ جاتے ہیں اور شکر بھول جاتے ہیں••• پتر•• یہ آرزو دل میں آتی ہی تب ہے جب ہم اپنے سے اُوپر دیکھتے ہیں اور وہ خواہش کرتے ہیں•• جب کہ یہ وقت خواہش کے ساتھ ساتھ شکر بھی واجب کر دیتا ہے کیونکہ ہمارے پاس تب وہ تمام چیزیں موجود ہوتیں ہیں جو ہم سے کم تر لوگوں کے پاس نہیں ہوتیں اسی لئے تو ہم اوپر دیکھتے ہیں نیچے نہیں•• لیکن ہم صرف اُس آرزو کے پیچھے بھاگتے ہیں اور جو شکر کرنا واجب ہے جو اُس ذات کا حق ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم وہ حق ادا کریں ہم وہ قضا کر دیتے ہیں اور ایسے ہم اُس آرزو اور اُس کے ساتھ اُن چھوٹی چھوٹی خواہشوں کی قید میں چلے جاتے ہیں اور مجرم بن جاتے ہیں اللہ کے مجرم اور پھر مجرم کو سزا بھی سُنادی جاتی ہے اور اللہ کی سزا ہم جیسے ناچیز برداشت نہیں کر سکتے بیٹا اس لیے جب دل میں آرزو آئے تو یاد رکھنا شکر واجب ہو چکا ہے"

اماں نے بات مکمل کی اور اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئیں•• جب کے سمی ابھی بھی اُن کے الفاظوں میں ہی گم تھا•

••••••••••••••••••••••

'ارمان صحاب میڈیا والے پھر سے آپ کی طرف سے کیئے گے اقدامات پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں لیکن اس بار وہ اس گاؤں کے حالات دیکھنا چاہتے ہیں' داؤد جو ارمان کا حاص آدمی تھا اس کو دیکھتے ہوئے بولا،

وائٹ قمیض شلوار کے اوپر بلیک شال کندھوں پر ڈالے بھورے بال جو جیل سے سیٹ کئے ہوئے تھے، سفید رنگت، براؤن آنکھیں، کھڑی ناک، ہاتھ میں سیگرٹ لئے وہ بھی داؤد کو ہی دیکھ رہا تھا۔

'ہنہ جیسے تم جانتے نہیں ہو تمہیں کیا کرنا ہے ان کا منہ بند کروانے کے لئے'، ارمان ہنکار بھرتا ہوا بولا۔'پر سر'،،،

'جتنا پیسا لگانا ہے لگا لو لیکن منہ بند ہو جانے چاہئے سب کے' ابھی داؤد بولنے ہی لگا تھا کہ ارمان بول پڑا اور کرسی پر سر ٹکا دیا یہ واضح اشارہ تھا کہ داؤد اب جا سکتا ہے۔ داؤد بھی پھر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

••••••••••••••••••••••••••

علایہ اور روحا ابھی یونی داخل ہی ہوئیں تھیں کے ارمش جو کب سے علایہ کا ہی انتظار کر رہی تھی فوراً سے اُس کے پاس آئی اور اُس کہ گلے لگ گئی،،

'ارے لڑکی حوصلہ رکھو کیا ہو گیا ہے'، علایہ جو اُس کہ ایسے گلے لگنے سے گھبرا گئی تھی

فوراً بولی،،، 'پتا ہے کیا'، ابھی ارمش بولنے ہی لگی تھی کہ علایہ کے ساتھ روحا کو کھڑا دیکھ کہ خاموش ہوگئی۔۔ وہ تینوں ایک ہی یونی میں پڑھتیں تھیں لیکن سبجیکٹس مختلف تھے۔۔

'بولو بھی اب'، علایہ جو متجسس تھی اس کی بات سُننے کے لئے بول پڑی،، 'جبکہ ارمش بغیر جواب دئے اُس کا ہاتھ پکڑ کہ اُسے اپنے ساتھ لے گئی پیچھے روحا پہلے تو منہ کھولے اُنہیں دیکھتی رہی پھر غصے سے اپنی کلاس کی طرف چل دی۔

'ارمش یہ کیا بات ہوئی ایسے کون کرتا ہے اگر روحا کہ سامنے بات نہیں کرنی تھی تو آرام سے بھی تو ہم اُس سے کہہ کے آ سکتے تھے نا لیکن جس طرح تم اُس کے سامنے سے مجھے کھینچ کے لی آئی ہو اُسے برا لگا ہو گا یار'،، 'چپ کر جاؤ علایہ برا لگتا ہے تو لگتا رہے اُسے مجھے وہ بلکل پسند نہیں اور تم بھی دور رہا کرو اُس سے "

ارمش جو کب سے علایہ کی سُن رہی تھی بول پڑی لیکن ابھی بھی اُس نے چلنا نہیں روکا تھا۔۔ "تمہاری تو پتا نہیں کون سی دشمنی ہے اُس کے ساتھ جب بھی اُسے دیکھتی ہو تو ایسے منہ بناتی ہو جیسے وہ تمہاری رقیب ہو" علایہ نے پھر بولا اب وہ دونوں اپنی کلاس کہ باہر کھڑیں تھیں جہاں پری پہلے سے ہی اُن کے منتظر تھی۔

"علایہ فضول مت بولا کرو بس وہ نہیں پسند مجھے تو نہیں پسند کہہ دیا تو کہہ دیا اور تم

میرے سامنے اُس کی سائیڈ نہ ہی لیا کرو''، ارمش اُس کو گورتے ہوئے بولیں ۔۔
'میں اُس کی سائیڈ تو نہیں لے رہی میں تو بس ویسے پوچھ رہی تھی کہ آخر تمہیں اُس سے مسئلہ کیا ہے' علایہ نے وضاحت دی ۔۔۔۔ 'مسئلہ یہی ہے کہ وہ مجھے اچھی نہیں لگتی بس اور یہی مسئلہ بہت ہے اُس کہ سامنے سے تمہارا ہاتھ پکر کر لے کر آنے کے لئے'۔اُس نے سینے پہ ہاتھ باند ھتے ہوئے کہا مسٹرڈ کلر کے فراک کے ساتھ بلیک کیپری اور بلیک ہی ڈوپٹا گلے میں سٹالر کے سٹائل سے ڈالے وہ اچھی لگ رہی تھی بال آج بھی جورے میں قید تھے ۔

'بس کرو خبردار جواب تم دونوں نے پھر سے کوئی نئی بحث شروع کردی بس موقع چاہیے ہوتا ہے بحث کرنے کا اور ارمش تم اس لئے اِسے یہاں لائی تھی کلاس سٹارٹ ہونے والی ہے پھر فری ہونے تک بات کرنے کے لئے انتظار کرتی رہنا' پری جو کب سے اُن دونوں کو دیکھ رہی تھی غصے سے بول پڑی اور وہ دونوں اُس کو غصے میں دیکھ کہ خاموش ہو گئیں ۔

'اچھا اب تم دونوں بتا بھی دو کیا بات ہے کیونکہ صبح صبح میرے استقبال کے لئے تو صرف نہیں کھڑی ہو گی تم دونوں'، علایہ پھر بولی ۔۔ ہاں ارمش اب بتا بھی دو اِسے نہیں تو اِس نے تجسس کے مارے ہی پورا ہو جانا ہے'، پری بھی بول پڑی چپ رہنا تو اُس

نے بھی نہیں سیکھا تھا۔۔' علایہ ہمیں اُس گاؤں جانے کی اجازت مل گئی ہے ہم اپنا پروجیکٹ بھی کمپلیٹ کریں گے ساتھ ہی ساتھ وہاں کی خستہ حالی کی ویڈیو بنا کر اُس کو اپ لوڈ بھی کریں گے تاکہ وہاں کی ذمہ داری جس ارمان خاور نے سنبھالی ہوئی ہے اُس کی بھی اصلیت پتا چلے جو پیسا اُن لوگوں کے لئے آسانیاں بنانے کی بجائے اپنی جیب میں ڈال رہا ہے"،، ارمش نے بتایا علایہ جو کب سے اُس کی بات خوش ہو کہ سُن رہی تھی ارمان خاور کا نام سُن کر بول پڑی "کون ارمان خاور روحا کا بھائی مطلب زاری بھائی کی پھوپھو کا بیٹا؟"

"بلکل وہی ارمان خاور جو پتا نہیں کتنے لوگوں کا حق کھا رہا ہے" اب کی بار جواب پری نے دیا تھا اِس سے پہلے کہ علایہ کچھ بولتی سر آچکے تھے پھر وہ تینوں بھی کلاس میں چلی گئیں اور پھر کلاسز لینے میں ہی مصروف رہیں۔

لیکن اُن میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اب قسمت اُن کی زندگی کیسے بدلنے والی ہے۔

••••••••••••••••••••••••••••••••

زریاب ابھی آفس سے گھر آیا تھا اور آتے ہی صوفے پہ ڈھے گیا،، 'اسلام علیکم! لگتا ہے آج میرا بیٹا زیادہ ہی تھک گیا ہے'،، اُجالا بیگم جو کہ ابھی ہی کمرے سے باہر آئیں تھیں

زریاب کو دیکھ کر بولیں زریاب اُن کو دیکھتے ہوئے سیدھا ہو کہ بیٹھ گیا اور بولا

''وعلیکم سلام ماما! ایسی بات نہیں ہے سوری میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا، کیسی ہیں آپ اور بابا کدھر ہیں آج تھوڑا کام زیادہ تھا اس لیے دیر ہو گئی'' اُس نے ساتھ ہی گھڑی پر ٹائم دیکھا جو گیارہ بجا رہی تھی۔

'ارے کوئی بات نہیں بیٹا میں اللہ کا شکر بلکل ٹھیک، اور جب سے آفس آپ نے سنبھالا ہے آپ کے بابا کو تو آرام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے سو رہے ہیں میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی اور علایہ بھی بس تھوڑی دیر پہلے ہی گئی ہے وہ بھی تمہارا انتظار کر رہی تھی'،، زریاب جو آرام سے اُن کی بات سُن رہا تھا علایہ کا نام سنتے ہی سہی ہو کر بیٹھ گیا۔۔'آپ بھی سو جاتیں نہ میں نے اس لئے تو کال کر کہ بتایا تھا کہ میں کھانا کھا لوں گا آپ انتظار نہیں کریئے گا

اور علایہ کیوں انتظار کر رہی تھی؟' وہ اجالا بیگم کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا،،

'جب تک اولاد گھر نہ آجائے ماں کیسے سکون سے سو سکتی ہے،، علایہ کو کچھ کام تھا تم سے میں نے پوچھا بھی لیکن اُس نے کہا پہلے زاری بھائی کو بتاؤں گی' ،اُجالا بیگم اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں،، 'چلیں اب میں آگیا ہوں نہ گھر اب آپ بھی سو جائیں آرام سے،، ہمم علایہ سے میں پوچھ لوں گا''،زریاب اُٹھتے ہوئے بولا،،' آرام

سے بات کرنا مجھے وہ کسی بات کو لے کر کافی پریشان لگ رہی تھی“اُجالا بیگم بھی اُٹھتے ہوئے بولیں،،جی آپ فکر نہیں کریں میں دیکھ لوں گا کے کیا پریشانی ہے میڈم کو اور شب خیر“، وہ اُن سے کہتا ہوا اُوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اُجالا بیگم بھی پھر اپنے کمرے کی جانب چل دیں۔

•••••••••••••••••••••••••••

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

‘

ارمان مجھے تم سے بات کرنی ہے‘، ارمان جو آج اتوار ہونے کی وجہ سے گھر تھا اُس سے عالیہ بیگم نے کہا،،’جی مام کہیں لیکن جلدی مجھے جانا ہے‘ارمان اُن کے سامنے کھڑا ہوتے ہوئے بولا،،۔’ہاں ہاں پتا ہے بہت مصروف ہو تم، بتاؤ پھر امجد صحاب کی بیٹی کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے مجھے تو بہت پسند آئی وہ لڑکی‘، علایہ بیگم اُس کو دیکھتے ہوئے بولیں،،،

’آپ جانتی ہیں میرا جواب میری رضامندی صرف اور صرف علایہ کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی اور کے لئے کبھی نہیں ہو سکتی لہٰذا اپنی پسند اپنے تک ہی رکھیں‘، ارمان یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

جب کے پیچھے علایہ بیگم دانت کچکچاتی رہ گئیں۔

••••••••••••••••••••••••••••

آج اتوار تھا حیدر ولا کے مکیں بھی چھٹی سے خوب فائدہ اُٹھاتے ہوئے اب تک سو رہے تھے •

زریاب بھی اپنے بیڈ پر تکیے میں منہ چھپائے سو رہا تھا کہ اُس کا فون بجا پہلی دو بار تو زریاب نے اگنور کیا لیکن جب تیسری بار فون بجا تو زریاب نے دیکھے بغیر ہی کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کان سے لگایا اور غصے سے بولا جو کہ کم ہی آتا تھا لیکن نیند خراب

ہونے پر اکثر تھوڑا زیادہ آ جاتا تھا

'کون ہے جس کی صبح میری آواز سُنے بغیر نہیں ہونی تھی؟، کس کے گھر سورج میری اجازت کے بغیر طلوع نہیں ہو گا؟، کس کو صبح کا ناشتہ میری آواز سُنے بغیر ہضم نہیں ہونا تھا؟، بھائی! جب اگلا بندہ فون نہیں اُٹھا رہا تو اُس کا مفہوم کیا ہوتا ہے کہ وہ یا تو فون نہیں اُٹھانا چاہتا یا پھر وہ مصروف ہے لیکن نہیں کسی دوسرے کا احساس ہی کیونکر کرنا'، دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر ہی زریاب اپنی گل آفشانی شروع ہو گیا اب گل آفشائی نے پھر گل تو کھلانے تھے نا

'اب منہ میں دہی جما لیا ہے بولو بھی کہ بس میری سریلی آواز سن کر صرف ناشتہ ہضم کرنے کے لئے فون کیا تھا؟'، زریاب جو تھوڑی دیر جواب کا انتظار کرتا رہا لیکن جب کوئی جواب نہ آیا تو پھر غصے سے بول پڑا، 'علایہ ناشتہ کر لو'، ابھی اس سے پہلے کے زریاب پھر سے اپنی زبان کے جوہر دکھاتا دوسری طرف سے آواز آئی اور علایہ کا نام سُنتے ہی زریاب کا دماغ دو منٹ تک تو یہ ماجرا پروسیس کرتا رہا پھر یکدم دماغ نے کچھ کلک کیا اور پھر بے نیاز شہزادے نے فون کان سے ہٹا کر نظروں کے سامنے کیا جس کی سکرین پر علایہ کا نام جگمگا رہا تھا زریاب فوراً سے اُٹھ بیٹھا اور فون پھر سے کان سے لگایا،

'علا۰۰۰یہ' ابھی صرف زریاب نے علایہ کا نام ہی لیا تھا کہ دوسری طرف سے کال

منقطع کر دی گئی۔

نو! زریاب بیٹا چل اُٹھ جا اب اپنی صبح تو خود ہی تو نے روشن کر دی سورج بھی طلوع کر دیا اُٹھ جا اب تو تیرا ہی ناشتہ اچھے سے ہضم ہو گا ناشتہ کیا بیٹا جی اب تو کل کا بلکہ اگلے دو دن کا بھی کھانا اچھے سے ہضم ہو گا نہ ضرورت کیا تھی دیکھے بغیر ہی اپنی زبان کے جوہر دکھانے کی اب بھگت مناجا کر اب اور کر وا اب سورج طلوع اور ناشتے ہضم' زریاب فون بیڈ پر پھینکتے ہوئے بولا پھر جلدی سے بیڈ سے اُترا سلیپرز پہنے اور باہر نکل گیا اب اُس کا رخ اپنی پیاری سی خالہ جان کے گھر کی طرف تھا۔

•••••••••••••••••••••••••••

'ارمش آج کیا بات ہے ہمارا بچہ اتوار کو صبح ہی جاگ گیا'، ارشد صحاب جو آج اتوار ہونے کے باعث گھر ہی تھے ارمش کو نیچے آتے دکھ کر بولے،

'بس ویسے ہی نیند نہیں آ رہی تھی اور علایہ کی طرف بھی جانا ہے اس لئے'، ارمش اُن کہ پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی،،، 'علایہ کہ گھر کیوں خیریت ؟' ارشد صحاب چونکہ علایہ کی ماما کہ بزنس پاٹنر بھی تھے بولے،، 'جی بابا وہ ہم نے پروجیکٹ کے لئے جس گاؤں میں جانا تھا اُس کے لئے ہمیں اجازت مل گئی ہے تو اُس سلسلے میں علایہ سے دسکشن کرنی تھی'، ارمش نے اُن کو بتایا اور ساتھ اپنی ماں کی طرف دیکھا جو اپنا پرس

سنبھالتے اُنہیں کی طرف آرہیں تھیں۔

'ناشتہ تیار ہے آپ لوگ کر لیجئے گا مجھے دیر ہو رہی ہے رات کو ملاقات ہو گی'، ارشد صاحب ارمش کو ابھی کوئی جواب دیتے سدف بیگم بول پڑیں اور باہر نکل گئیں،، 'اتوار کو بھی ان کے پاس وقت نہیں'، ارشد صاحب بولے،، 'ہم کوئی بات نہیں بابا وقت تو آپ کے پاس بھی نہیں ہوتا آپ بھی آج کتنے ٹائم بعد سنڈے کو گھر ہیں،، خیر یہ باتیں رہنے دیں ہم اس جمعرات کو جائیں گے واپسی بھی اُسی دن ہو گی یہاں سے دو گھنٹے کی مسافت پر ہے وہ گاؤں"، ارمش اُن کے تاثرات دیکھتے ہوئے بات بدل گئی،، "اچھا ڈرائیور کو لے جانا ساتھ اور کسی چیز کی ضرورت تو نہیں"،، ارشد صاحب نے بھی اُس بات کو پھر نظر انداز کر دیا،، 'نہیں کچھ بھی نہیں چاہیے بابا'،، ارمش نے ان کو دیکھتے ہوئے کہا،، ابھی ارشد صاحب کچھ اور کہتے کہ اس سے پہلے ملازمہ نے بتایا کہ ناشتہ لگ چکا ہے پھر وہ دونوں اُٹھ کر ناشتہ کرنے کہ لئے چل دیے۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••••

'سمی یار کیا کر رہا ہے یہاں چل شہر چلتے ہیں تھوڑا سا گھوم پھر آتے ہیں'،، جمال نے سمی سے کہا جو اس وقت دکان میں بیٹھا حساب کر رہا تھا۔ 'نہیں جمالی تو جا میرے پاس کام ہے پھر اماں کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے کہ جانا ہے کافی دنوں سے اُن کی طبیعت نہیں

سہی ’’، سمی نے بغیر جمال کی طرف دیکھے کہا جمال ایک مطلب پرست دوست تھا سمی کے پاس بھی وہ صرف پیسوں کی غرض سے ہی آتا تھا جب بھی اُس کا شہر کوئی کام ہوتا وہ سمی کے پاس آتا پھر پیسے نہ دینے کہ کئی بہانے بناڈالتا پھر سمی کو ہی تمام اخراجات اُٹھانے پڑتے ،،،

‘یار ہوتے رہیں گے کام اور اماں بی کو کل ڈاکٹر آئے گا نااُس کو دیکھا دینا چل اب اُٹھ بند کر دکان ’سمی جو ابھی تک اماں بی کی باتوں کے اثر کی وجہ سے تھوڑا ڈسٹرب تھا غصے سے بول پڑا ‘ایک بار کی بات تجھے سمجھ نہیں آتی کہہ دیا جب نہیں جانا تو نہیں جانا تو فضول میں پھر بحث کرنے کا مقصد تو نہ ہوا کوئی ’،، ’ہاں ہاں جا رہا ہوں اب نہیں آؤں گا کبھی پتا نہیں کس بات کا غصہ لے کر بیٹھا ہوا ہے ’، جمال غصے میں کہتا ہوا باہر نکل گیا اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ آج سمی نہیں جائے گا ساتھ ،، اُس کہ جاتے ہی سمی نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور سوچنے لگا ‘کیا سچ میں، میں مجرم بن جاؤں گا خواہشات کی قید میں جا کہ کیا پھر مجھے بھی سزا دی جائے گی ،،، کیا میں مجرم بن چکا ہوں ؟ ،، ’نہیں ’ وہ زور سے یہ کہتا ہوا منہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا اب اُس کا دل ہر کام سے مر چکا تھا وہ دکان بند کرتے ہوئے گھر کی جانب چل دیا جبکہ اُسے دکان پر آئے ابھی ایک گھنٹا ہی ہوا تھا۔

•••••••••••••••••••••

زریاب رُشنا بیگم کے گھر کہ باہر کھڑا ہوا تھا اُس نے بیل بجائی اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا جب رشنا بیگم نے دروازہ کھولا،

'اسلام علیکم! خالہ جان کیسی ہیں آپ؟'، زریاب نے انہیں دیکھتے ہوئے سلام کیا،، 'وعلیکم سلام! میں ٹھیک اللہ کا شکر اپنی سُناؤ آج اتنی صبح صبح خیریت؟'، رشنا بیگم نے اُسے اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

'جی خالہ صبح روشن تو اپنی کرواچکا ہوں اب ناشتہ ہضم کرنے آیا ہوں' وہ بڑبڑایا

،،، 'کیا؟' رشنا بیگم نے پوچھا دونوں اب لاؤنج میں پہنچ چکے تھے •

آ••• نہیں کچھ نہیں کہا بس دل کیا آج ناشتے میں اپنی پیاری خالہ جان کہ ہاتھ کے بنے ہوئے پراٹھے کھاؤں ''پھر بعد میں آپ کی بیٹی نے ہضم بھی تو کروانے ہیں' یہ بات وہ محض دل میں سوچ سکا۔

'بہت اچھا کیا میں اور علایہ بھی ناشتہ ہی کر رہے تھے آجاؤ' وہ اُس کو دکھتے ہوئے بولیں کالے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، گرے آنکھوں میں ابھی بھی ہلکہ سا نیند کا خمار تھا، براؤن ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے یہی لگ رہا تھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر ہی آیا ہے۔ رشنا بیگم کو ہنسی آئی اس کو دیکھ کہ اور بولیں 'بیٹا اتنی بھی کیا جلدی تھی میرا اناج

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ختم ہونے والا تھا جو تمہیں بعد میں ناشتہ نہ ملتا’،،

‘خالہ جان کیا بتاؤں ناشتہ تو مل جاتا لیکن اگر ابھی نہ آتا تو بعد میں میرے لئے نوانٹری کا بورڈ ضرور لگ جاتا تھا’ وہ مسکین شکل بناتے ہوئے بولا رشنا بیگم کو ہنسی آئی اُس کی شکل دیکھ کر، ‘کیا خالہ آپ ہنس رہیں ہیں میں یہاں اتنا پریشان ہوں’، وہ منہ پھلا کہ بولا

،، ’ہاہا، تو جیسے آپ بول رہے ہیں بیٹا جی ہنسی تو آنی ہے نہ اچھا چلو اب بتاؤ ایسی کون سی پریشانی ہے جس میں زریاب صحاب کو خالہ کے پراٹھے یاد آ گئے’ اُنہوں نے اُس کی لٹکی ہوئی شکل دیکھتے ہوئے پوچھا، اُن کہ پوچھتے ہی زریاب نے انہیں الف سے ے تک ساری کہانی سُنادی کیسے اُس نے صبح کا سورج طلوع کروایا ہے،،، اُس کی بات سُن کہ رشنا بیگم کو پہلے ہنسی تو بہت آئی پھر اُس کی شکل دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئیں۔

،ہمم میں بھی سوچوں صبح ہی صبح کیوں میری بیٹی کا منہ بنا ہوا ہے تو یہ آپ کے کام ہیں ‘رشنا بیگم مصنوعی غصہ کرتے ہوئے بولیں،، ’خالہ آپ رہنے دیں غصہ کرنا آپ کی بیٹی ہے نہ وہ اچھے سے کرے گی آپ صرف مجھے تب بچا لیجئے گا جب وہ کچھ اُٹھا کر مجھے دے مارنے لگی’ زریاب نے رشنا بیگم سے کہا، ‘ہاہا یہ تم دونوں کا معاملہ ہے مجھے اس سے دور ہی رکھو اور جاؤ مانگو اب معافی میں تمہارے لئے ناشتہ لے کہ آتی ہوں’ رشنا بیگم نے اُس کے بال بگاڑتے ہوئے کہا اور کیچن کی طرف چل دیں جبکہ زریاب اب

سوچ رہا تھا کہ کیسے جا کر بات کرے ابھی اُس نے قدم ڈائنگ کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ دروازے پر بیل ہوئی اُس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو 9:30 ہوئے تھے اس ٹائم کون ہے زریاب سوچتے ہوئے دروازہ کھولنے چل دیا،

'اسلام علیکم ! زریاب بھائی'، ارمش پہلے تو دروازے پر زریاب کو دیکھ کر ٹھٹکی پھر بولی،،

'وعلیکم سلام ! امم میں نے پہچانا نہیں آپ کو؟'زریاب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا، بلیو شرٹ کے ساتھ بلیک کیپری پہنے اور بلیک ہی دوپٹہ رکھے وہ اپنی گرین آنکھوں سے اسی کو دیکھتے ہوئے مُسکرا رہی تھی۔

'جی کیونکہ ہماری کبھی بات ہی نہیں ہوئی، میں ارمش علایہ کی دوست، اب آپ پوچھیں گے کہ میں آپ کو کیسے جانتی ہوں علایہ ذکر کرتی رہتی ہے آپ کا اور میں نے آپ کی گرے آنکھوں سے پہچانا ہے کہ آپ ہی زریاب بھائی ہیں' زریاب صرف منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اُس کہ ایک سوال کے جواب پر پوری داستان سُنا گئی تھی۔

'کیا ہوا علایہ گھر نہیں کیا؟ لیکن مجھے اُسی نے ہی تو بلایا تھا؟' ارمش زریاب کو خاموش دیکھ کر پھر بول پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

'نہیں علایہ اندر ہی ہیں آجائیں آپ'،اس سے پہلی کہ ارمش پھر کچھ بولتی زریاب بول پڑا،،

ابھی وہ دونوں لاؤنج میں انٹر ہی ہوئے تھے کہ علایہ آتی دکھائی دی ریڈ کلر کہ فراک کہ ساتھ ریڈ ہی کیپری پہنے،وائٹ دوپٹہ شانوں پر اچھے سے رکھا ہوا تھا کالے لمبے بال پونی میں قید تھے۔

'ارمش آؤ کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں'،علایہ زریاب کو مکمل اگنور کرتے ہوئے ارمش سے بولی،،'میرے سامنے بھی بات کر سکتیں ہیں آپ میں ادھر کی بات اُدھر بلکل بھی نہیں کرتا ٹرسٹ می'،اس سے پہلے کہ ارمش کچھ کہتی زریاب علایہ کو دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

'ارمش آجاؤ'،علایہ زریاب کی بات کا کوئی بھی جواب دیئے بغیر ارمش کو بول کر اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

'اوکے بھائی پھر ملاقات ہو گی'،ارمش زریاب کو کہتے ہوئے علایہ کے کمرے کی طرف چل دی،،،"ہمم زریاب بیٹا لگتا ہے اس بار منانے کے لئے محنت کرنی پڑے گی چل کرلیں تو شیر ہے منالے گا بے شک علایہ کہ سامنے گیدڑ ہی بن کے منالیں' وہ یہ کہتے ہوئے واپس جانے لگا تھا جب فوزیہ بیگم نے اُسے آواز دے کہ ناشتے کا کہا' یہ بھی

اچھا ہے ناشتہ ہی کر لیتا ہوں کچھ نہ ہونے سے کچھ کر لینا بہتر ہوتا ہے تو میں ناشتہ ہی کر لیتا ہوں'، زریاب خود سے ہی کہتے ہوئے ناشتہ کرنے چل دیا۔

••••••••••••••••••••••••

سمی گھر پہنچا تو اماں بی جو کے تخت پوش پہ بیٹھیں کچھ پڑھ رہیں تھیں اُس کو دیکھنے لگیں لیکن بولیں کچھ نہیں سمی چلتا ہوا اُن کے پاس آیا اور وہیں تخت پوش پر اُن کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا۔

'کیا ہوا پتر طبیعت تو ٹھیک ہے نہ'، اماں بی اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئیں پریشانی سے بولیں،،، 'جی اماں پریشان نہیں ہوں بس کام میں دل نہیں لگ رہا تھا تو آ گیا گھر، آپ بتائیں اب طبیعت کیسی ہے آپکی؟'، سمی اُن کے ہاتھ پر بوسا دیتے ہوئے بولا جو اُس کہ سر کو سہلا رہا تھا۔

'اللہ کا شکر میں چنگی آ، تو بھی اتنا پریشان نہ ہویا کر اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں جلد ہی دیکھنا میرے بیٹے کو اچھی نوکری مل جائے گی'، اماں بی بھی اُس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولیں۔ 'بس اماں آپ دعا کرو مل جائے گی پھر'،،، 'نہ تجھے کیا لگتا ہیے میں اپنے بیٹے کے لئے دعا نہ مانگتی ہوں گی میری ساری دعائیں ہی تیرے لئے ہیں' اماں بی اُس کو دیکھتے ہوئے بولیں،،،

'بس پھر مجھے اُمید ہے کہ مجھے جلدی نوکری مل جائے گی'، سمی مُسکرا کے بولتے ہوئے کھڑا ہو گیا، 'اب کدھر جا رہا ہے؟' اماں بی نے اُسے کھڑا دیکھ کے پوچھا، 'دکان پر ہی جا رہا اپنا خیال رکھیئے گا طبیعت خراب ہوئی تو کسی کو کہہ کر مجھے بلوالیجئے گا'، سمی یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا جب کہ اماں بی ماضی میں کھو گئیں۔۔۔۔۔۔۔

>※ ※ اٹھارہ سال پہلے،،،

اماں بی اپنے شوہر ساجد کے ساتھ گاؤں جا رہیں تھی جب رستے میں کوئی دوسری طرف سے بھاگتے ہوئے آیا اور ساجد صحاب سے ٹکرایا، جس کی وجہ سے اُس کی گود میں موجود بچہ نیچے گر گیا،

'اے کون ہے تو اور کیوں بھاگ رہا ہے'، ساجد صحاب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا جو شکل سے کوئی نشئی لگ رہا تھا،، 'اور یہ ••• یہ بچہ کس کا ہے؟' اُس کو خاموش ہی کھڑے دیکھتے ہوئے ساجد صحاب پھر بولے •

'یہ مجھے ملا ہے جس کا بھی ہے تجھے اس سے کیا آرام سے اپنی راہ لے'، وہ نشئی ساجد صحاب کو کالر سے پکڑتے ہوئے بولا، اماں بی اب اُس بچے کو گود میں اُٹھا چکیں تھیں • 'چھوڑ اسے اماں بی کی گود میں بچے کو دیکھ کر وہ آدمی اب اماں بی کی طرف بڑھنے لگا لیکن ساجد صحاب کے ایک ہی زوردار مکے سے نشے میں ہونے کے باعث

زمین بوس ہو گیا۔

'چلو پہلے اس بچے کو ہسپتال لے کہ چلتے ہیں' اماں بی ساجد صاحب کو دکھتے ہوئے بولیں۔

اگلی شام کو جا کر بچے کو ہوش آیا لیکن جب اُس سے اُس کا نام اور گھر کا پوچھا تو اُسے کچھ بھی یاد نہ تھا۔

اماں بی اور اُن کے شوہر اُس چھ سال کے بچے کو لے کر گھر آ گئے،، ساجد صاحب نے بہت کوشش کی پتا لگانے کی کے کچھ معلوم ہو سکے اس بچے کہ گھر والوں کا لیکن سب رائیگاں گیا۔۔ ساجد صاحب ایک سکول میں چپراسی تھے اُن کی اور اماں بی کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن سمی کو اُنہوں نے اپنی سگی اولاد کی طرح پال پوس کر بڑا کیا تھا اور اب وہ ایک وجیہہ خوبصورت مرد تھا، گندمی رنگت، نیلی آنکھیں جن میں ہر وقت ایک سکوت رہتا تھا، کالے بال، کھڑی مغرور ناک اور ہلکی داڑھی جو اُس کے چہرے کو مزید سنجیدہ بناتی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو اماں بی ماضی کی یادوں سے باہر آئیں اور دروازہ کھولنے چلیں گئیں۔

••••••••••••••••••

'علایہ یہ کیا بات ہوئی مجھے سکھاتی ہو جب میں روحا کہ سامنے سے تمہیں لے کہ جاتی

ہوں کہ یہ کتنی غیر اخلاقی حرکت ہے اور اب خود کیسے زریاب بھائی کو اگنور کرتے ہوئے اندر آ گئی'، ارمش کو اُس کا اس طرح کرنا اچھا نہیں لگا تھا اس لئے کمرے میں آتے ہی بول پڑی۔

'ارمش تمہیں پوری بات نہیں پتا تو لہٰذا اس معاملے میں نہ ہی بولو'، علایہ اپنا لیپ ٹاپ ارمش کے سامنے کرتے ہوئے بولی۔ 'بات جو بھی ہے حرکت یہ غیر اخلاقی ہی تھی'، ارمش اُس کے لیپ ٹاپ میں دیکھتے ہوئے بولی۔

'جو بھی ہم یہاں پر کچھ اور بات کرنے آئیں ہیں یہ اُس جگہ کی ڈیٹیلز ہیں'، علایہ نے بات بدل دی اور اس کو گاؤں کی ڈیٹیلز بتانے لگی،، 'ارمش مجھے لگتا ہے ہمیں صرف اپنا پروجیکٹ مکمل کرنا چاہیے ارمان کے معاملے میں نہیں پڑنا چاہئے'، علایہ کچھ سوچتے ہوئے پھر بولی، جبکہ ارمش اب وہ ڈیٹیلز اپنے لیپ ٹوپ میں منتقل کر رہی تھی اُس کی بات پر اُسے گورتے ہوئے بولی،

'علایہ جانی ہم جو کر رہے ہیں بلکل ٹھیک کر رہے ہیں اُس ارمان صاحب کا بھی تو سب کو پتا چلنا چاہیے نہ کہ وہ جو اچھائی کی جھوٹی چادر سے خود کو ڈھانپے گوم رہا ہے اصل میں کیا ہے کس طرح اُن غریب لوگوں کا حق مار رہا ہے'،، 'یار وہ اُس کا مسئلہ ہے نہ اُس کا حساب اللہ لے گا نہ اس سے کیا ضروری ہے ہم اس سب معاملے میں مداخلت کریں

‘‘،،علایہ اُس کو قائل کرنے کے لئے پھر بولی لیکن سامنے بھی پھر ارمش تھی جو اپنی بات منوا کر ہی دم لیتی تھی،،’ہاں ضروری ہے بہت ضروری ہے ظلم کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہوتا ہے اب اس بارے میں مزید کوئی بھی نہیں’،،ارمش کہتے ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

ابھی علایہ کچھ بولتی کے دروازے پر دستک ہوئی۔

علایہ نے دروازہ کھولا تو سامنے زریاب کھڑا ہوا تھا،’وہ بندہ معصوم معزرت خواہ ہے کہ آپ کو دسٹرب کیا لیکن چائے لگ چکی ہے اور خالہ جان آپ دونوں کی منتظر ہیں’،،زریاب علایہ کو دیکھتے ہوئے سر جھکا کر بولا۔۔

علایہ کو اس کہ اِس طرح کہنے پر ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ ہنسی چھپاتی بغیر زریاب کی بات کا جواب دیے ارمش سے مخاطب ہوئی،’چلو ارمش پہلے چائے پی لیتے ہیں وہی اس فائل کو بھی دیکھ لیں گے‘ علایہ ارمش سے کہتے ہوئے ساتھ ہی اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور اُس کو آنے کا اشارہ کرتے ہوئے چل دی۔

’ہمم لگتا ہے کوئی بہت ناراض ہے آپ سے بھائی‘،ارمش اب زریاب کے ساتھ چلتے ہوئے شہادت کی اُنگلی سے اپنا نیل پالش تھپتھپاتی ہوئی سنجیدگی سے بولی،،’جی نا بہنا آپ کا بھائی صبح سے یہاں محترمہ کو منانے کے لیے آیا ہے لیکن محترمہ گھاس ہی نہیں ڈال

رہیں‘،زریاب نے بھی منہ بناتے ہوئے ارمش کو جواب دیا۔’کوئی بات نہیں آپ کی بہن آپ کا پورا ساتھ دے گی محترمہ کو منانے میں‘،ارمش زریاب کی طرف دیکھتے ہوئے مُسکرا کہ بولی،،’بس بہن اب اپنے بھائی کے لیئے دعا کرنا‘،،زریاب بھی ارمش کو دیکھتے ہوئے مُسکرا کر بولا اُس کو یہ گرین آنکھوں والی لڑکی بہت معصوم لگی تھی اور ساتھ وہ زریاب کو بھائی بھی بول رہی تھی زریاب کو اچھا لگا تھا کہ اسے بھی بہن مل گئی تھی۔اب وہ دونوں بھی لان میں پہنچ چکے تھے،ارمش علایہ کہ ساتھ بیٹھ گئی جبکہ زریاب رشنا بیگم کے ساتھ بیٹھ گیا،،

ارمش اپنا چائے کا کپ اُٹھا رہی تھی جب ٹیبل میں پڑی علایہ کی فائل ارمش کہ ہاتھ لگنے کی وجہ سے نیچے گر گئی اور ایک کاغذ باہر نکل آیا جس پر لکھا تھا”آرزوھا، عشق، متشکرم“۔

•••••••••••••••••••••••••••••

سمی اپنی دکان پہ بیٹھا ہوا تھا جب دو لوگ نیلے تھری پیس سوٹ زیب تن کئے اندر داخل ہوئے، سمی پہلے تو تھوڑا حیران ہوا پھر کھڑا ہوتے ہوئے اُن سے بولا،

’جی کیا چاہیے؟‘،جبکہ وہ دونوں اب غور سے سمی کو دیکھ رہے تھے جیسے پہچاننا چاہ رہے ہوں،’سمی آپ ہی ہیں؟‘،اُن میں سے ایک اپنی بھاری آواز میں بولا۔’جی میں ہی

ہوں آپ کون ’، سمی اُن کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ’آپ کو یہ دکان چھوڑنی پڑے گی ارمان صحاب کا حکم ہے اس حصہ میں جو کچھ بھی ہے سب ختم ہو گا نئے پروجیکٹ کا آغاز اس حصے پہ ہو گا‘، اُن میں سے ایک آدمی اُس کہ سامنے ایک لفافہ پھینکتے ہوئے بولا، ’رقم تمہیں مل چکی ہے دو دن بعد یہاں نظر نہ آنا‘، پھر سے وہی شخص بولا۔ سمی پہلے تو اُن دونوں کو دیکھتا رہا پھر وہ لفافہ اُٹھایا اور اُسی شخص کہ ہاتھ میں تھماتے ہوئے غرا کہ بولا، ’ہنہ جاؤ یہاں سے یہ جگہ میری ہے اور پہلے اپنے اُس ارمان صحاب سے کہنا کہ جو کام پہلے شروع کئے ہوئے ہیں نا اُن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں پھر کسی اور کام کی طرف پیش قدمی کریں‘،، ’دیکھ لڑکے ہم تجھے آرام سے سمجھا رہے ہیں نہ جوان ہے اس لئے جوش میں ہوش نہ کھو ہمیں اور بھی طریقے آتے ہیں بات منوانے کہ بہتری اسی میں ہے خاموشی سے بات مان لو‘،، وہی شخص جس کے ہاتھ میں سمی نے لفافہ واپس تھمایا تھا سمی کے کندھے پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا،، سمی نے اُس کا ہاتھ جھٹکا پھر کندھے پر سے فرضی مٹی جھاڑی جو کہ اس شخص کہ ہاتھ سے لگی ہو جیسے پھر اُس کی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولا، ’’مجھے یہاں کہ باقی لوگوں کی طرح نہ سمجھنا کہ تم لوگ آکہ مجھے دھمکاؤ گے اور میں خاموش ہو جاؤں گا جاؤ جو کرنا ہے کر لو میں بھی یہیں بیٹھا ہوں‘، کہتے ساتھ ہی وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر نفی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں سر ہلاتے ہوئے گویا ہوا، 'ہاں بلکہ مجھے پہلے بھی تم جیسوں کو عزت دینے کے لئے کھڑا نہیں ہونا چاہیے تھا'،، وہ دونوں اب ہکا بکا کھڑے اس لڑکے کی ہمت کو دیکھ رہے تھے کیونکہ آج سے پہلے اس گاؤں میں سے کبھی کسی نے اتنی ہمت نہیں دکھائی تھی۔ 'دو دن'، اب دوسرا آدمی اس کو دو انگلیاں دکھاتے ہوئے بولا اور پھر وہ دونوں دکان سے باہر نکل گئے سمی ان کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر واپس اپنے کام میں مشغول ہو گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

••••••••••••••••••••••••••••••

'ماما آپ نے بھائی سے پوچھا اُنہیں لڑکی پسند آئی یہ نہیں؟' روحا نے عالیہ بیگم سے پوچھا

۔

ہنہ پوچھا تھا لیکن جناب کو اس علایہ کے علاوہ کچھ نظر آئے تب نہ' علایہ بیگم ہنکار بھرتے ہوئے بولیں،، 'نو نیور! مام علایہ کبھی نہیں ہر جگہ وہ ہی سب کو کیوں نظر آتی ہے زریاب بھی اُسی کی باتیں کرتے ہیں وہ ہو نہ ہو ہر جگہ اُسی کا ذکر ہوتا ہے یونی میں بھی لڑکیاں اُس کی تعریف کرتی ہیں، ماموں کے گھر بھی سب اُسی کے گُن گاتے ہیں اور اب یہاں بھائی بھی' روحا ہاتھ میں پکڑا ہوا کپ زور سے ٹیبل پہ رکھتے ہوئے بولی، 'کول ڈاؤن بیٹا میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی پتہ نہیں کیا جادو کر رکھا ہے اُس منحوس نے

سب پر' عالیہ بیگم بولیں، 'علایہ یہاں کبھی نہیں آئے گی اگر وہ یہاں آئی تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی'، روحایہ کہتے ہی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی اور پیچھے علایہ بیگم اپنی دونوں اولادوں کو کوسنے لگیں جوان کی ایک نہ سنتی تھی۔

••••••••••••••••••••••••••••

'ارمان صاحب مجھے نہیں لگتا وہ لڑکا اپنی زمین ایسے ہی چھوڑے گا'، وہی دونوں آدمی اب ارمان کہ سامنے کھڑے تھے جو کچھ دیر پہلے سمی سے بات کرنے گئے تھے۔

'ہمم کیا نام ہے اُس کا؟' ارمان اُنہیں دیکھتے ہوئے بولا، 'سمی نام ہے'، اُن میں سے ایک نے جواب دیا، 'ہمم سمی تو تمہارا خون زیادہ ہی جوش مار رہا ہے' ارمان کچھ سوچتے ہوئے بولا، 'دو دن بعد پھر جانا اور اگر وہ نہیں مانا تو آگے کا کام تم لوگ باخوبی جانتے ہو'، ارمان ان دونوں کو دیکھتے ہوئے پھر سے بولا، 'جی سر'، وہ دونوں یہ کہتے ہوئے باہر کی طرف چل دیے اور ارمان علایہ کو سوچتے ہوئے مُسکرا دیا وہ جلد ہی اب اس کے لیے رشتہ بھیجنا چاہتا تھا۔

لیکن دور کھڑی قسمت بھی مسکرائی تھی کیونکہ انصاف کرنے والی ذات بہت بہتر انصاف کرنے والی تھی۔

••••••••••••••••••••••••••••

'آرزوھا، عشق، تشکرم' اس کا کیا مطلب ہوا عالیہ فائل اُٹھاتے ہوئے وہ کاغذ ٹیبل پہ رکھتے بولی، زریاب اور اجالا بیگم جو کوئی بات کر رہے تھے وہ بھی ارمش کی طرف متوجہ ہوئے جب کہ ارمش اب علایہ کو دیکھ رہی تھی۔

'آرزو محبت تو شکر واجب' علایہ اُس کو دیکھتے ہوئے مُسکرا کہ بولی،، 'آرزو محبت تو شکر واجب' ارمش کو اُس کی بات سمجھ نہیں آئی اس لئے وہ ناسمجھی سے بولتے ہوئے علایہ کی طرف دیکھنے لگی، اُجالا بیگم اور زریاب بھی اب مکمل طور پر اُن دونوں کی طرف متوجہ ہو چکے تھے اور علایہ کے جواب کہ منتظر تھے۔

،،ہمم بلکل آرزو محبت ہو تو شکر واجب ہو جاتا ہے' علایہ کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی ،،سب اب بھی اُس کی طرف دیکھ رہے تھے،، 'یعنی کسی سے محبت کی خواہش ہو تو شکر کرنا چاہیے؟' اب کی بار زریاب نے پوچھا۔ علایہ نے اُس کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلایا پھر گویا ہوئی، 'جانتے ہیں آرزو کیا ہوتی ہے؟' علایہ نے سوال کیا اور زریاب کے چہرے سے نظریں ہٹا کر سامنے لگے سفید گلاب کہ پھول کو دیکھنے لگی اور پھر گویا ہوئی، 'آرزو ہماری خواہشات ہوتی ہیں اور محبت کا تعلق ضروری نہیں ہم صرف انسان سے ہی وابستہ کریں بلکہ محبت ہم ہر اُس شے سے کرتے ہیں جو ہمیں پسند ہو جس سے اُنسیت ہو خواہ وہ انسان ہو یا کوئی بھی اور شے' علایہ سانس لینے کے لیے رُکی لیکن

نظریں ابھی بھی سامنے لگے سفید گلاب پر تھی جس پہ اب ایک پیلی تتلی بیٹھی تھی جبکہ باقی تین نفوس اب بھی علایہ کو ہی دیکھ رہے تھے جب اُس نے پھر بات جاری کی، 'اور اگر ہمیں اُس محبت کو حاصل کرنے کی خواہش ہے تو ہم پر واجب ہے کہ پہلے ہم شکر ادا کریں اُس ذات کا جس نے ہمیں بہت سی نعمتیں بغیر کوشش بغیر کسی جدوجہد کے ہی عطا کی ہیں، ہمیں کوئی چیز پسند آتی ہے ہم آرزو کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مل جائے وہ مانگتے ہیں اور جب وہ حاصل ہو جائے تو پھر بہت خوش ہوتے ہیں اور شکر نہیں ادا کرتے بلکہ پھر دوسری خواہش کر دیتے ہیں ایسے ہی اب جیسے لوگ محبت کو انسان سے وابستہ احساس سمجھتے ہیں تو وہ اُس انسان کو اپنی محبت کو مانگتے ہیں اور جب تک وہ انسان آپ کو حاصل نہ ہو جائے مانگتے رہتے ہیں اور پھر اللہ وہ شخص ہماری محبت جب ہمیں دے دیتے ہیں تب ہم کیا کرتے ہیں؟' علایہ لمحے بھر کے لیے رکی اور پھر بولی، 'تب ہم پھر سے وہی کرتے ہیں جو باقی خواہشات کے پورا ہونے میں کرتے ہیں اُس انسان کا ساتھ حاصل کر کہ خوش ہو جاتے ہیں اور پھر شکر ادا کرنا بھول جاتے ہیں اپنی زندگی میں مگن ہو جاتے ہیں اور وہ وقت جو تب ہمیں ملتا ہے نہ اپنی اُن خواہشات کہ ساتھ گزارنے کا خواہ وہ انسان کہ ساتھ ہو یا کسی بھی اور چیز کے ساتھ وہ اللہ کی طرف سے مہلت ہی ہوتی ہے کہ اُس مہلت میں ہم شکر ادا کرتے ہیں یا اُس شخص یا شے کہ حصول کے بعد

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوہشات کی قید میں گم ہو جاتے ہیں اور جب ہم گم ہو جاتے ہیں نہ اُن میں اور شکر کرنا بھول جاتے ہیں تب اللہ وہ سب واپس لے لیتے ہیں ہمیں دی گئ مہلت ختم کر دی جاتی ہے تب ہمیں احساس ہوتا ہے لیکن تب سب کچھ جا چکا ہوتا ہے ہماری مہلت ختم ہو جاتی ہے صرف پچھتاوارہ جاتا ہے اس لیے آرزو کرو تو پہلے شکر کرو،، آرزودھا، عشق، متشکرم (آرزو محبت تو شکر واجب)'، علایہ خاموش ہو چکی تھی جبکہ وہ تینوں نفوس ابھی بھی علایہ کو دیکھ رہے تھے۔ 'تمہیں یاد ہے ارمش اُس دن تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں دعا میں کیا مانگتی ہوں؟'، علایہ نے ارمش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ارمش محض اثبات میں سر ہلا سکی۔

میں دعا میں بھی آرزو کرنے سے پہلے اللہ سے شکر ادا کرنے کی توفیق مانگتی ہوں کیونکہ یہ بھی صرف اللہ سے مانگ کہ ہی مل سکتی ہے آرزو کرنے سے پہلے بھی شکر ادا کرنا چاہیے اور آرزو پوری ہونے کہ بعد بھی شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ شکر واجب ہے' علایہ نے اب بات مکمل کرنے کہ بعد رشنا بیگم کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہتی ہو میں نے سہی کہا نا،، رشنا بیگم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ زریاب اب بھی علایہ کو دیکھ رہا تھا پھر بولا' خالہ آپ کی بیٹی تو واقع بہت سمجھدار ہے'، جبکہ اُس کی بات سُن کر

رشنا بیگم مُسکرا دیں لیکن علایہ نے ابھی بھی اُس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

'ارمش کیا ہوا؟' زریاب اب ارمش کو دیکھتے ہوئے بولا جواب بھی خاموش بیٹھی کہیں اور ہی گم تھی۔

'اممم۔۔۔ کچھ بھی نہیں بھائی اچھا اب میں چلتی ہوں کافی ٹائم ہو گیا ہے اللہ حافظ'، ارمش زریاب کو جواب دے کہ پھر رشنا بیگم اور علایہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ کہ بغیر کسی کی سُنے اپنا بیگ اُٹھائے چلی گئی۔

'اسے کیا ہوا؟'، رشنا بیگم بولیں۔ 'کچھ نہیں ماما کوئی کام ہو گا یہ ایسی ہی ہے ہر بات جلدی میں ایسے ہی کرتی ہے'، علایہ نے کندھے اُچکا کر جواب دیا ابھی رشنا بیگم کچھ کہتیں کہ اُن کا فون بجا جس کی سکرین پر اشرف کا نام جگمگا رہا تھا جو کہ اُن کا بزنس پارٹنر تھا وہ بھی معزرت کرتی ہوئیں اندر کی جانب چل دی۔ علایہ بھی ان کہ پیچھے ہی چل دی جب کہ زریاب جو آنکھیں بند کیے سوچ ہی رہا تھا کہ معافی کیسے مانگے اکیلا ہی رہ گیا اور جب اُس نے آنکھیں کھولی تو خالی کرسی اُسے منہ چڑا رہی تھی۔

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین